عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۳
ربیع الاول
۱۴۲۰ھ
جولائی
۱۹۹۹ء

ورفعنا لك ذكرك

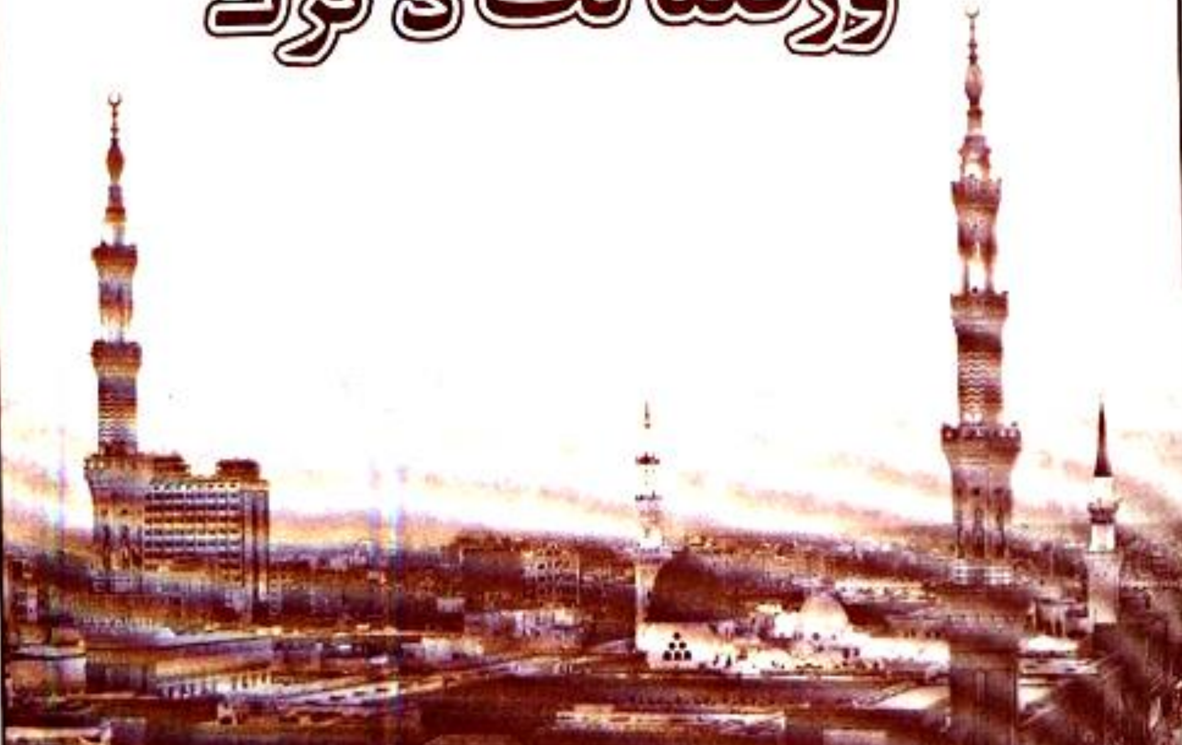

بیاد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۳ ۳ ۳۶

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زبیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

اس شمارے میں

اداریہ		۳
تقریر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ادارہ	۹
رحمت عالم ﷺ کی حیات بعد الوفات	خواجہ دوست محمد قندھارویؒ	۱۶
آفتاب رسالت ﷺ کا طلوع	ابوزبیر	۳۳
ام المومنین حضرت سودہؓ	مولانا عبدالسلام ندوی	۳۷
قادیانی شبہات کے جوابات	ادارہ	۴۱
آہ ! قاضی منظور الحق کوثریؒ	ملک یامین قادری	۴۵
چناب نگر کی ڈائری	رپورٹ : مولانا اللہ وسایا	۴۷
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	۵۳
جواب دعوئ	اشتیاق احمد	۶۲

اداریہ

تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا قانون اور راجہ ظفر الحق کا بیان!

وفاقی وزیر مذہبی امور محترم راجہ ظفر الحق نے گذشتہ دنوں گوجرانوالہ میں مسیحی رہنما فادر روفن جولیس کی دعوت پر یوم تکبیر کی تقریب میں شرکت کی۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اس موقعہ پر فادر روفن جولیس نے وفاقی وزیر مذہبی امور سے مطالبہ کیا کہ توہین رسالت ﷺ کی سزا کے قانون کے غلط استعمال اور بے گناہ افراد کے تحفظ اور روک تھام کے لئے ایف آئی آر کے اندراج کے طریقہ کار میں تبدیلی کی جائے۔ اور اس قانون کے تحت کسی بھی ایف آئی آر کے اندراج سے قبل ڈپٹی کمشنر' ایس ایس پی اور معززین علاقہ پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی قائم کی جائے۔ جو واقعہ کی صحت کے بارے میں مکمل تفتیش کرے۔ اگر مدعی ثبوت فراہم نہ کرسکے تو اسے سخت سزا کا مستوجب ٹھہرایا جائے۔

مسیحی اقلیت کے سیاسی رہنما چند سالوں سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایکٹ دفعہ 295 سی کے خاتمہ کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ گوجرانوالہ کے فادر روفن جولیس کا مطالبہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ایک قومی اخبار کی رپورٹ کے مطابق راجہ محمد ظفر الحق نے یقین دہانی کرائی کہ حکومت توہین رسالت ﷺ کے قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کے سلسلہ میں موثر تبدیلیاں لائے گی۔ وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق کو دینی حلقوں میں قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے سرکاری سطح پر ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ موصوف ایک معتدل مزاج سیاست دان اور انصاف پسند قانون دان ہیں۔ وفاقی کابینہ میں مذہبی و اقلیتی امور کے وزیر اور حکومتی پالیسی کا ترجمان ہونے کے علاوہ راجہ صاحب کا ایک اپنا مخصوص مقام بھی ہے۔ ان کی جگہ کوئی اور وزیر ہوتا تو اسے موقع محل کے مطابق یہی بات کہنی چاہیئے تھی۔ لیکن راجہ ظفر الحق سے ہم یہ توقع نہیں رکھتے۔ کہ وہ بھی مصلحت پسندی کا شکار ہو کر دل کی رفاقت چھوڑنے کی پالیسی اپنائیں گے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہمارے ملک میں توہین رسالتؐ کے جرم کی سزا صرف تین سال تھی۔ جنرل محمد ضیاء الحقؒ شہید کے دور میں اسے بڑھا کر دس سال کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ کے سینئر وکیل جناب محمد اسماعیل قریشی اور دیگر حضرات نے اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ کہ توہین رسالتؐ کی شرعی سزا موت ہے۔ دس برس کی سزا شرعی حکم کا تقاضا پورا نہیں کرتی۔ چنانچہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ پر سزائے موت کا قانون نافذ العمل ہو گیا۔ سیکولر لابیوں بالخصوص مسیحی اقلیت کے رہنماؤں نے اس قانون کے خلاف احتجاج کیا۔ بعض بین الاقوامی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ نے اس مسئلہ کو خوب اچھالا۔ اقوام متحدہ' ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر اداروں نے منظم پروپگنڈہ مہم شروع کر دی۔ اس تمام تر تحریک کا اصل محرک قادیانی جماعت تھی۔ جنہوں نے پس پردہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھایا اور مسیحی اقلیت کو ہوشیاری اور عیاری سے استعمال کیا۔ مسیحی اقلیت کے سیاسی رہنماؤں سے اپنی اقلیت کو سڑکوں پر لانے کی کوشش کی۔ تاکہ حکومت پر دباؤ ڈال کر تحفظ ناموس رسالتؐ کا قانون ختم کروایا جا سکے۔ لیکن ۹۲ء اور ۱۹۹۸ء میں مسلمانوں کی طرف سے ملک گیر احتجاجی ہڑتالوں اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو، قرار رکھنے کے لئے فقید المثال جرات ایمانی کے مظاہرے کئے گئے۔ مسلمانوں کی غیرت دینی اور جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات اقدس سے والہانہ عشق اور وارفتگی کے عملی مظاہرے دیکھ کر قانون کے مخالفین کو احساس ہوا کہ قانون کو ختم کروانا ان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ حکمت عملی تبدیل کرنے کے بعد یہ مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے قانون کے تحت ایف آئی آر کے اندراج سے قبل ڈپٹی کمشنر اور متعلقہ کمیٹی کے ممبران کی تسلی کے بعد ایف آئی آر درج کی جائے۔

۲۳ اپریل ۱۹۹۴ء کے اخبارات کے مطابق بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور حکومت میں ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جن کے ذمہ سفارشات مرتب کرنا تھا۔ دو سال قبل کسی باضابطہ اعلان کے باوجود اس طریقہ کار کو نافذ کر دیا گیا۔ ہم نے لولاک کے انہی صفحات پر اس طریقہ کار کی مخالفت کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ یہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو غیر موثر بنانے کی سازش ہے۔ اس طرح ہمارا پورا عدالتی ڈھانچہ متزلزل ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ اگر آج توہین رسالت کے قانون کے ضمن میں ابتدائی رپورٹ انتظامیہ کے ضلعی سربراہ ایس ایس پی اور معززین جن کا حدود اربعہ معلوم نہیں ان کی مرہون منت ہے۔ تو شک ہے کہ کہیں کل کلاں قتل' اغوا' چوری' ڈکیتی کے کیسوں میں یہی طریقہ کار رائج کرنے کا جواز پیش کیا جا سکتا ہے۔ قانون غلط نہیں ہوا کرتا اس کا استعمال غلط ہو سکتا ہے۔ کسی بھی قانون کے

غلط استعمال پر اس قانون کو ختم کرنا یا اس میں ترمیم واضافہ کر کے اس کی اصل حیثیت کو منسوخ کرنا قطعی مناسب نہیں۔ ماضی میں حکومتوں کی طرف سے اپنے مخالفین کو زچ کرنے کے لئے قانون کے غلط استعمال کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم پر گائے چوری کا مقدمہ درج ہوا۔ کیا قانون کے غلط استعمال کے احتمال پر قانون کو ہی ختم کر دینا چاہئے۔ اس طرح یقیناً ہمارے عدالتی نظام کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ کسی ایک دو اشخاص کو مطمئن کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دو مقامی سربراہوں کے علاوہ معززین جن کی تعداد اور حیثیت کا تعین نہیں۔ تو ایسی حالت کیس کا مدعی انہیں کیسے مطمئن کر سکے گا؟ سرکار کے ہاں معززین کی تعریف نہ جانے کیا ہے؟ لیکن عوام الناس کے ہاں اس کا تصور کچھ اور ہے۔ وہ لوگ جو اعلیٰ کردار، اخلاق، تعلیم، تقویٰ کے برعکس خاندانی وجاہت اور منصب یا دولت کی بنیاد پر بااثر ہوں وہ معززین کہلاتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کو اس کمیٹی میں بطور معززین شامل کیا جاسکے گا۔ یہ لوگ کسی کے ساتھ کیا انصاف کریں گے۔ جو اپنے آپ کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے۔ ایسا مدعی جسے الٹا پھنس جانے کا خوف ہو وہ کمیٹی کے چکر میں کیونکر پڑے گا۔ اور معززین کا سامنا کرنے کی کیونکر جرات کرے گا۔ کسی بھی مقدمہ میں جو کام پولیس اور عدلیہ نے سرانجام دینے ہیں۔ اگر وہی کام کمیٹی سرانجام دے تو پھر پولیس اور عدلیہ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟۔ اگر بالفرض کمیٹی اپنی تسلی و تشفی کے بعد ایف آئی آر درج کروانے پر آمادہ ہوتی ہے اور عدالت مدعی کے خلاف فیصلہ دیتی ہے تو پھر ایسی ذمہ دار کمیٹی کی تشکیل کا فائدہ ہی کیا ہے؟ ایسے امتیازی طریقہ کار کا مطلب کیا موجودہ عدالتی نظام پر عدم اعتماد کرنے کے مترادف نہیں؟۔

ہم راجہ ظفر الحق سے التماس کریں گے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق اور آزادی ان کی فلاح و بہبود کے حوالہ سے ممکنہ اقدامات کریں۔ اور فادر روفن جولیس کی تجاویز وزیر اعظم تک پہنچائیں۔ راجہ صاحب ناموس کی تحریک کے حوالہ سے نشیب و فراز، نزاکت و سنگینی سے خوب واقف ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ مذہبی امور کے وفاقی وزیر اقلیت کی خوشی میں اکثریت کی تائید و حمایت سے محروم نہیں ہوں گے۔ وزارتیں آنے جانے والی چیزیں ہیں۔ اصل دولت سرمایہ اور اصل نعمت ناموس رسالت کی پاسداری ہے۔ وزارت کی دل داری نہیں۔

نجم سیٹھی اور بھارتی پائلٹ کی رہائی

نجم سیٹھی اور بھارتی پائلٹ کی رہائی ایک سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں۔ نجم سیٹھی ایڈیٹر ”فرائی ڈے

ٹائمز“ کی گرفتاری سے رہائی تک بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ موصوف کی گرفتاری پر جس قدر تحسین آفرین کا مظاہرہ کیا گیا ان کی رہائی پر اسی قدر افسوس اور رنج کا اظہار کیا گیا ہے۔

ایک ماہ سے پہلے جب نجم سیٹھی کو گرفتار کیا گیا تو ان پر وطن دشمنی کے الزامات کے علاوہ بھارتی انٹیلی جنس ”را“ کے ساتھ ان کے تعلقات کا الزام بھی تھا۔ سیٹھی کی گرفتاری کا اصل محرک ان کی وہ تقریر تھی جو انہوں نے بھارت کی سرزمین پر پاک وطن کے خلاف کی تھی۔ پالیسیوں کے حوالہ سے موصوف حکمرانوں کی خبر لیتے۔ تو شاید یہ حرکت قابل اعتراض نہ ہوتی۔ لیکن وطن کا کھا کر وطن کے خلاف ہرزہ سرائی وہ بھی ازلی وابدی دشمن کی گود میں۔۔۔۔ حب الوطنی کے تقاضوں کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نجم سیٹھی کی گرفتاری کو ہر سطح پر سراہا گیا۔ اور اس غدار وطن کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

ایک ماہ تک مختلف تحقیقاتی اداروں کی حراست میں رکھنے کے بعد اچانک سپریم کورٹ میں حکومت کی جانب سے مقدمہ واپس لینے کے اعلان نے محبّ وطن شہریوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ بعض سیاسی رہنماؤں نے دعویٰ کیا ہے کہ حکومت نے نجم سیٹھی کو امریکی دباؤ کے تحت رہا کیا ہے۔ اگر حکومت نے امریکی اشارے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے ہی تھے تو پھر حکومت کو عدالتی کارروائی کا ڈرامہ رچانے کی کیا ضرورت تھی؟۔ سپریم کورٹ میں مقدمہ کے دوران یوں ہاتھ اٹھا کر کسی غدار وطن کو یوں رہا کرنا نہ صرف حکومت کی سبکی کا ثبوت ہے بلکہ اس کی دورخی پالیسی کا حصہ بھی ہے۔ اگر نجم سیٹھی ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث تھے اور حکومتی دعویٰ کے مطابق اس کے پاس ٹھوس ثبوت بھی موجود تھے تو پھر انہیں رہا کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ اس صورت میں امریکی دباؤ کے باوجود حکومت کو پاؤں مضبوط رکھنے چاہئیں تھے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسرائیل کے سابق وزیراعظم نے امریکہ کے کسی دورے کے دوران امریکی صدر کلنٹن سے اس امریکی کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا تھا جسے اسرائیل کے لئے جاسوسی کے جرم میں سزا دی گئی تھی۔ لیکن امریکی صدر نے ملکی مفاد کے پیش نظر یہ مطالبہ مسترد کردیا تھا۔ اگر امریکی صدر کو اپنے ملک کا مفاد عزیز ہے تو پاکستان کے وزیراعظم کو اپنے وطن کا مفاد کیوں عزیز نہیں؟ حکومت کو چاہئے تھا کہ وہ امریکی وزارت خارجہ کے مطالبہ کو یکسر مسترد کرتی۔ کیونکہ یہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف تھا۔

نجم سیٹھی کا جرم ناقابل معافی ہے۔ اس نے نہ صرف نظریہ پاکستان کی نفی کی ہے بلکہ اسلام کی تضحیک کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑی۔ نجم سیٹھی پر ایک الزام قادیانی ہونے کا بھی ہے۔ (روزنامہ صداقت لاہور ۱۸ مئی ۱۹۹۹ء)

لیکن اس میں شک نہیں نجم سیٹھی قلم کے ذریعہ بعض مضامین میں مرزائیت نوازی کا بدترین مظاہرہ کرتا رہا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو نجم سیٹھی اسلام دشمن طاقتوں کا ایجنٹ اور آلہ کار ہے۔

اسی طرح بھارتی پائلٹ کی رہائی بھی اسی نوعیت کی حامل ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف بھارتی شر پسندی کے جواب میں خیر سگالی کے گلدستے پیش کر رہے ہیں۔ بھارتی پائلٹ کی رہائی میں حکومت نے کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے۔ بھارتی جہاز کے پائلٹ کے حیثیت بلاشبہ جنگی قیدی کی تھی۔ وہ اس رعایت اور سلوک کا مستحق نہ تھا۔ وہ نقصان پہنچانے کی غرض سے فضائی حدود کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا تھا۔ دشمن کے ایک معمولی پائلٹ کی رہائی کے لئے وزیر اعظم نے ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا۔ تاکہ بھارتی پائلٹ کو بھارتی ہائی کمشنر کے حوالہ کیا جا سکے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق قومی و بین الاقوامی میڈیا کے نمائندے تین گھنٹے تک دفتر خارجہ میں بھارتی ہائی کمشنر کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن ان کے انکار کے بعد مذکورہ پائلٹ کو بین الاقوامی ریڈ کراس کمیٹی کے حوالے کیا گیا۔ باخبر ذرائع کے مطابق بھارتی پائلٹ کی رہائی سے قبل امریکی سفیر نے وزیر اعظم ہاؤس میں وزیر اعظم سے تفصیلی ملاقات کی تھی۔ امریکی وفاداری اور تابعداری اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ بھارت اپنے پائلٹ کو لینے پر تیار نہیں۔ اور ہم اسے پھولوں کی ٹوکری میں سجا کر دشمن کو پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم کو کم از کم اپنے سٹیٹس کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔ یہ کام دفتر خارجہ کے کسی عام اہل کار کے ذریعہ بھی سرانجام دیا جا سکتا تھا۔ حقائق بتاتے ہیں کہ نجم سیٹھی اور بھارتی پائلٹ کی رہائی ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہے۔

الشیخ عبداللہ بن باز کی رحلت!

الشیخ فضیلت مآب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز گذشتہ ماہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز علم و فضل تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے۔ ان کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا۔ مرحوم کو سعودی عرب میں وزیر کا درجہ حاصل تھا۔ اور وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وائس چانسلر ادارہ الافتاء دعوت وارشاد کے ڈائریکٹر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی مساجد کی عالمی مجلس کے ڈائریکٹر تھے۔ حضرت الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مرحوم مغفور کو سعودی عرب کے مفتی اعظم ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ آپ نے اس منصب پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے فتاویٰ کا مجموعہ تین جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ ان کے فتوؤں کو سعودی عرب میں

قانونی حیثیت حاصل ہے۔ اور بے شمار ملکی قوانین ان کے فتوے کی وجہ سے تبدیل ہوئے۔ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مرحوم اس قدر مقتدر اور موثر شخصیت تھیں کہ شاہ فہد جیسے سیاہ و سفید کے مالک حکمران بھی ان کی تعظیم اور تکریم کرتے تھے۔ شاہ فہد نے انہی کی ہدایت پر اپنے نام سے پہلے القابات شاہی کی بجائے خادم حرمین شریفین لکھنے اور کہلانے کا حکم جاری کیا تھا۔ مرحوم ہر سال میدان عرفات میں جمع ہونے والے لاکھوں فرزندان توحید سے حج کے موقع پر خطاب کرتے تھے۔ ان کے خطبات حج میں ملت اسلامیہ کے لئے درد و تڑپ کے اثرات نمایاں ہوتے تھے۔

الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مرحوم کی دینی، علمی خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے دینی علوم کی نشر و اشاعت، اسلامی تعلیمات، قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے اور مظلوم و محکوم مسلمانوں کی آزادی و خود مختاری مسلم آزادی کی تحریکوں کی سرپرستی میں اپنا حق ادا کیا۔ جہاد کشمیر کے حوالہ سے آپ کا فتویٰ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، افغانستان کے علاوہ دیگر علاقوں میں جہاد کی تحریکوں کے لئے اعلائے کلمۃ الحق بلند کیا۔ مرحوم عبداللہ بن باز کو اسلامی برادری اور بالخصوص پاکستان سے بہت محبت تھی۔ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اگرچہ نابینا تھے۔ تاہم ان کے دل کی آنکھیں روشن تھیں۔ عالم اسلام کی بقاء اور فلاح کے لئے ان کے دل میں بہت تڑپ تھی۔ مرحوم مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے داعی اور علمبردار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مرحوم خطبات حج میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد، اخوت اور یگانگت پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات اور مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے۔ اور انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

انٹرنیٹ پر ختم نبوت کا پروگرام

VISIT

Almi Majlis Tahaffuze Khatme Nubuwwat

an the Internet at

http://www.khatme-nubuwwat.org/

آیت خاتم النبیین کا شان نزول

تقریر : مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مقام: مکی مسجد گوجرانوالہ 21 اکتوبر 1966ء

گوجرانوالہ میں ایک جگہ پر قادیانی ناجائز قبضہ کرکے اپنی عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے۔ اہل اسلام کو پتہ چلا تو انہوں نے ایک ہی رات میں وہاں مسجد کھڑی کردی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں کی جماعت نے دعوت دی۔ آپ نے پہلا جمعہ پڑھانا قبول فرمایا۔ اس موقع پر آپ کا یہ خطاب ہوا۔ جو پیش خدمت ہے۔

(ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد مولانا نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اس کے بعد فرمایا کہ میں ۴۲ء میں احرار کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے ملتان آیا۔ ان دنوں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ جیل میں تھے تقریب کے بعد دوستوں نے جیل میں مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی، انہوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی اس طرح بزرگوں کے حکم سے مجھے ملتان میں قیام پذیر ہونا پڑا۔ مدرسہ بنایا اور وہیں کام شروع کردیا، اور جب ۱۹۴۷ء میں مدرسہ خیرالمدارس جالندھر سے ملتان آیا تو اپنا مدرسہ ختم کرکے اسی میں مدغم کردیا۔ اس وقت سے اہل ملتان سے وعدہ کیا کہ کچھ بھی ہو جمعہ ملتان ہی میں پڑھاؤں گا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اگر جمعہ بھی وہاں نہ پڑھاؤں تو پھر اہل ملتان بالکل محروم رہتے ہیں۔ یہ تو درست ہے کہ میں ملتان میں کوئی باضابطہ خطیب نہیں نہ تنخواہ کا سلسلہ ہے البتہ ایک وعدہ ہے جس کا ایفا کر رہا ہوں۔

پھر یہ کہ تقسیم کے بعد شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے مرکزی دفتر بھی ملتان ہی میں قائم ہوا۔ اس لئے وعدہ کو ایفاء کرنے کے مزید سامان پیدا ہو گئے۔ ۴۲ء سے لے کر اب تک سلسلہ ایسے ہی چل رہا ہے دوران سفر کتنا ہی دور کیوں نہ ہوں جمعہ کو ہر حال میں وہاں پہنچتا ہوں۔ آپ لوگوں نے ایک دینی جذبہ کے تحت یہ مسجد بنائی اس کی خوشی میں ۲۴ سالہ روایت توڑ کر جمعہ کو یہاں چلا آیا۔ جب کہ احرار اور مجلس ختم نبوت کی کانفرنسوں میں بھی اصرار کے باوجود کبھی جمعہ نہیں دیا۔ بس اس مسجد کی خوشی اور آپ لوگوں کی قربانی شوق اور تڑپ کی قدر کرتے ہوئے حاضر ہو گیا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس حاضری کو قبول فرمائے اور آپ کی قربانی کو قبول فرما کر روز حشر اجر جزیل سے نوازے (آمین) حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن کچھ مل گیا تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔

جب لڑکی کی شادی ہوتی ہے تو ماں بنا سنوار کر رخصت کرتی ہے اور سمجھا کر بھیجتی ہے کہ بیٹی نیا گھر ہے ہوش اور عقل سے رہنا۔ ان ساری چیزوں کے باوجود اگر خاوند کو پسند نہ آئے تو کوئی فائدہ نہیں' خاوند کو پسند آگئی تو پھر سب ٹھیک ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل پسند آگیا تو بات بن جائے گی ورنہ تباہی وبربادی ہے۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ منہا)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ پر مقدمہ چلا حجاز میں گرفتار ہوئے۔ مالٹا میں اسیر ہوئے (حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت کو شیخ الہند کہنے والے ان سے انصاف نہیں کرتے ان کا اصل نام شیخ العرب والعجم ہے) انگریزی حکومت سزائے موت کا فیصلہ کر چکی تھی۔ اس لئے کہ ان کا جرم انگریز کے نزدیک بڑا سنگین تھا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سفرنامہ اسیر مالٹا کے عنوان سے کچھ لکھا ہے جس سے کچھ اشارات ملتے ہیں۔ حضرت کی اسکیم یہ تھی کہ انگریز کو نکالا جائے۔ فوج افغانستان کی ہو جرنیل ترک ہوں وہ باہر سے حملہ کریں اور اندر سے بغاوت کر دی جائے۔ امروٹ شریف (سندھ) دین پور شریف (رحیم یار خان) کھڈہ کراچی رائے پور شریف وغیرہ بغاوت کے خفیہ مراکز تھے۔ لیکن اللہ کو ابھی منظور نہ تھا۔ راز فاش ہو گیا سکیم فیل ہو گئی۔ اسی سکیم کے تحت حضرت شیخ نے امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کو بیرون ملک بھیجا انگریز کو اس کا پتہ چل گیا۔ ادھر کسی نام نہاد بغدادی مسلمان نے افغانستان اور انگریز کی صلح کرا دی' نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا سندھی افغانستان سے نکالے گئے ان کو کہیں جگہ نہ ملی پھرتے پھراتے حجاز تشریف لے گئے۔ اور ادھر حضرت شیخ الہند انتقال کر گئے' مولانا سندھی کو بڑی دیر بعد انڈیا آنے کی اجازت ملی۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت کی سکیم انتہائی سخت تھی اس بناء پر سزائے موت کا فیصلہ ہوا۔ مالٹا میں پانچ ساتھیوں کو علیحدہ علیحدہ کال کوٹھڑیوں میں رکھا گیا۔ حضرت شیخ الہند' حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی' حضرت مولانا حکیم نصرت حسین' حضرت مولانا وحید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عزیر گل صاحب مقیم سخاکوٹ ضلع مردان۔ یہ مردان حق جیل میں تھے۔ ادھر انڈیا میں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ انگریز کے خلاف

نفرت بڑھی تو سزائے موت کو منسوخ کردیا گیا۔ حضرات کو کوٹھڑیوں سے نکال کر ایک میدان میں جمع کیا گیا جس کے ارد گرد خاردار تاروں کی باڑ تھی خدام نے حضرت شیخ کی نقاہت اور کمزوری کو دیکھا تو بھانپ گئے کہ اتنے دن آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں پوچھنے پر آپ نے تصدیق فرمائی پھر جب سوال ہوا کہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا بھائی غم اس بات کا تھا کہ مجرم تو میں تھا' تم بلاوجہ مفت میں ساتھ لائے گئے۔ دوسرا یہ کہ میں تو بوڑھا ہوچکا ہوں عمر طبعی پوری ہوچکی' تم جوان ہو میری وجہ سے بیوی بچوں سے علیحدہ کئے گئے ہو تم نے ابھی زندگی کی بہاریں نہیں دیکھیں' یہ سن کر مولانا عزیز گل نے عرض کیا حضرت آپ بھی عجیب آدمی ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان جارہی تھی تو غم کیسا؟ حضرت نے فرمایا کیا کہتے ہو؟ اللہ کی راہ میں جان؟ جان دینے والا جان دیدے اور مالک کہے کہ مجھے منظور نہیں تو پھر؟ مقصد یہ ہے کہ تکبر وغرور نہیں ہونا چاہیے کوئی کام ہوجائے تو اس کی عنایت سمجھ کر اس کا شکر بجالانا چاہیے اس لئے کہ

جان دی' دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

چنانچہ حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اس کی عمر پانچ سو سال تھی اس پر تعجب نہ ہونا چاہیے۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر چودہ ۱۴ سو سال تھی ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی' شروع میں قد اور عمریں بڑی تھیں بعد میں کم ہوتی چلی گئیں۔ الغرض وہ بنی اسرائیلی جزیرہ سمندر میں رہتا وہاں نہ کھانا تھا نہ میٹھا پانی' حق تعالیٰ نے وہاں اس کے لئے انار کا درخت اگادیا۔ (یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرفت ربی بفسخ العزائم یعنی میں نے اپنے رب کو جب پہچانا' جب میرے ارادے پورے نہ ہوئے۔ ارادے پورے نہ ہوں یا بلا اسباب انتظام ہوجائے سب اس کے قبضہ میں ہے) انار کے درخت کے ساتھ کھاری پانی سے شیریں چشمہ ابل پڑا پھر شان ربی یہ کہ انار بارہ ماہ پیدا ہوتے۔ یہ شخص انار کھاتا پانی پیتا اور عبادت کرتا۔ یہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا تو حکم ہوگا جا تجھے اپنی رحمت سے بخش دیا۔ وہ کھڑا رہے گا جائے گا نہیں۔ سوال ہوگا جاتا کیوں نہیں؟ عرض کرے گا کہ تو نے اپنی رحمت سے بخشا ہے تو پانچ سو سال کی عبادت کہاں گئی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تجھے نجات مقصود تھی مل گئی بحث نہ کر معافی مل گئی غنیمت سمجھ کر چلا جا۔ وہ نہ مانے گا تو حساب ہوگا حکم ہوگا کہ جہاں تو تھا تیری خاطر شیریں پانی اور انار کا انتظام کیا' تو نے کھایا تو عبادت کا معاملہ برابر ہوگیا۔ اس کے علاوہ پیدائش' شکل وصورت وغیرہ کے احسانات تو اس کا بدلہ کیا ہے۔ حکم ہوگا کہ جہنم میں ڈال دو وہ اب شور مچائے گا اور رحمت رب کا واسطہ دے کر معافی کی التجا کرے گا۔ چنانچہ پھر بخشش کا حکم ہوجائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادت اس کا حکم ہے ورنہ احسانات کا بدلہ کیسے ادا ہوسکتا ہے۔

آپ نے ایک نیکی کا کام کیا (یعنی راتوں رات مسجد بنائی) خدا مسجد کو آباد کرنے کی توفیق دے۔ تعمیر مساجد مومنوں کا کام ہے۔ انما یعمر مساجد اللہ اور حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے مسجد بنائی حق تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ آپ نے یہ نیکی کی اس پر خدا کا شکر کریں کہ یہ سب کچھ اس کی توفیق سے ہوا ورنہ بغیر اس کی توفیق کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس تمہید کے بعد اس آیت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو میں نے تلاوت کی۔ اس آیت کا شان نزول سمجھنا ضروری ہے کسی آیت کے اترنے کا کوئی سبب ہوتا ہے۔ اس کو شان نزول کہتے ہیں۔ مثلاً کسی واقعہ پر کوئی آیت اتری تو وہ واقعہ اس آیت کا شان نزول کہلائے گا۔

مثال ۱۔ سورہ نور میں کچھ آیات ہیں۔ ابن ابی کی جماعت نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر بہتان باندھا حضرت مسطح حضرت حسان ؓ جیسے مخلص مسلمان بھی پروپگنڈہ کا شکار ہو گئے۔ (اللہ تعالیٰ پروپگنڈہ سے محفوظ رکھے) حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی صفائی میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں تو گویا یہ واقعہ ان آیات کا شان نزول ہے۔

مثال ۲۔ کفار کے مالدار طبقہ نے کہا کہ اے پیغمبر ہم تیری باتیں بھی سنیں گے تیرے پاس بیٹھنے کو بھی تیار ہیں۔ بشرطیکہ یہ کہ غریب لوگ جو آپ کے پاس بیٹھتے ہیں ان سے علیحدہ ہمارے لئے وقت مقرر کردیں۔ نبی رحمت ﷺ جو دنیا کو عذاب خداوندی سے بچانا چاہتے تھے نے اسے غنیمت سمجھ کر اوقات مقرر فرمادیئے اور صحابہ کرام ؓ سے فرمادیا کہ تم تو پھر ہر وقت میرے پاس رہتے ہو ذرا علیحدہ ہو جایا کرو۔ ان سے باتیں کرلوں شاید یہ اسلام قبول کرلیں۔ ایک دن آپ ان سے مصروف گفتگو تھے کہ نابینا صحابی حضرت ابن مکتوم ؓ تشریف لائے۔ حضرت محمد ﷺ کو ان کا آنا پسند نہ آیا' ناپسندیدگی کے آثار چہرے پر ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا عبس و تولی تو گویا اس سورہ کا شان نزول حضرت ابن مکتوم ؓ کی آمد ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی جھڑک ہے حالانکہ یہ غلط ہے حضور ﷺ اس کے بعد جب ابن مکتوم ؓ تشریف لاتے تو فرماتے مرحبا" بمن عاتبنی ربی لوگ ترجمہ کرتے ہیں کہ "مبارک ہو تجھے' تیرے سبب میرے رب نے مجھے جھڑکا" ۔ حضرت ابن مکتوم ؓ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ ایسا نہ فرمایا کریں۔ حالانکہ یہ ترجمہ مناسب نہیں۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ ابھی اردو زبان تشنہ ہے۔ ہمارے امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ماہر مترجم تھے وہ پنجابی میں ترجمہ کرتے "مبارک ہووے تینوں' تیری وجہ توں مینوں میرے رب نے منہ دتا" جو لوگ پنجابی ادب سے واقف ہیں۔ وہ اس ترجمہ سے لطف اندوز ہوں گے۔ اردو میں اب کوئی ایسا لفظ نہیں جو "منہ" کا بدل ہوسکے منہ میں محبت بھرا شکوہ ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی لطافت' جب کہ جھڑکنا بڑا سخت لفظ ہے۔

ایسے ہی اللہ الصمد کا معنی لوگ کرتے ہیں اللہ بے نیاز ہے حالانکہ یہ ترجمہ نامکمل ہے پورا ترجمہ

یہ ہے کہ ایسی ذات جو کسی وقت کسی کام میں کسی کی محتاج نہ ہو اور سب اس کے محتاج ہوں۔ ہندی میں اس کا متبادل لفظ موجود ہے۔ جس کو حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں اختیار کیا ہے کہ اللہ ''نرادھار'' ہے۔

مثال ۳۔ ثعلبہ بن ابی حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے مالدار ہونے کی دعا فرمائیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مالدار ہو کر راہ خدا میں خرچ نہ کرنا اس سے غربت بہتر ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خرچ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کٹھن مسئلہ ہے سوچ لو تین دفعہ اس نے کہا حضور ﷺ نے اسی طرح تلقین فرمائی۔ آخر دعا کی' وہ مالدار ہو گیا جنگل اس کے قبضہ میں اور ہر جگہ بکریاں چر رہی تھیں۔ جب اللہ میاں نے جانوروں کی زکوٰۃ کا حکم دیا تو نبی ﷺ نے دو سفیر روانہ فرمائے۔ ثعلبہ نے کہا زکوٰۃ کیسی؟ سفیر نے عرض کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہے اس نے ثبوت مانگا' ثبوت ملا تو کہنے لگا اچھا کافروں پر جو ٹیکس تھا وہ اب ہم پر بھی لاگو ہو گیا۔ انکار کر دیا اور کچھ نہ دیا' اس پر آیت اتری۔ ومنھم من عاھد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین. فلما آتاھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون(توبہ) یعنی کچھ لوگ اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ خدا نے ہمیں دیا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکو کار ہو جائیں گے۔ لیکن جب خدا نے انہیں نوازا تو بخل سے کام لیا اور پھر گئے (مفہوم ترجمہ) تو گویا یہ آیات ثعلبہ کے قصہ کا شان نزول ہے۔

شان نزول کا مطلب سمجھ جانے کے بعد اب اس آیت مبارکہ (ماکان محمد) کا شان نزول سماعت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے جب امیری غریبی کا فرق مٹانے اور نیکی بدی کا حقیقی مفہوم سمجھانے کا تہیہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنے متبنیٰ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اپنی پھوپھی زاد بہن اور قریش خاندان کی باعزت خاتون حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔ اسلام کی حقیقی مساوات کا عملی نمونہ یہ تھا کہ بنوہاشم کی لڑکی کو غلام کے حبالہ عقد میں دیدیا۔ آخر میاں بیوی کی نبھ نہ سکی تو آپ نے ایک دفعہ تو صلح کرا دی لیکن بالآخر معاملہ انقطاع پر جا کر اختتام پذیر ہوا۔ طلاق کے بعد حکم خداوندی کے پیش نظر آپ ﷺ نے خود نکاح کر لیا۔ عرب کے رواج کے پیش نظر متبنیٰ کے وہی حقوق تھے جو حقیقی بیٹے کے ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے اس غلط رسم کو مٹانے کی خاطر پیغمبر ﷺ کے ذریعہ اصلاحی منصوبہ بنایا اور نکاح کروا دیا۔ اس ترکیب سے جہاں غلط رسم مٹی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دکھ کا مداوا ہو گیا وہاں کفار کا شور مچانا لازمی تھا۔ کہنے لگے کہ دیکھو یہ نبی ہے جس نے اپنی مطلقہ بہو سے نکاح کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس الزام کا جواب دیا اور فرمایا ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم!'' یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے صاحبزادگان جناب قاسم' طیب' طاہر' ابراہیم علیہم الرضوان تو بچپن میں انتقال فرما گئے۔ ان کی تو شادیاں نہیں ہوئیں اور ان کے علاوہ بیٹا نہیں۔ جب بیٹا نہیں تو بہو کیسی؟ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کی صفائی عزیز مصر کے گھر سے تعلق

رکھنے والے بچے نے دی۔ حضرت مریم کی صفائی جناب عیسیٰ علیہ السلام نے دی لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر تہمت لگی یا محمد ﷺ پر تہمت لگی تو خداوند کریم خود کٹہرے میں آئے اور صفائی دی "ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشا"

چنانچہ آیت مبارکہ کے اس ٹکڑے کے نزول پر کافروں نے بغلیں بجائیں کہ خدا کہہ رہا ہے اس کا کوئی لڑکا نہیں اس لئے اس کے بعد اس کا نام کون لے گا۔ بیٹا ہی نہیں تو نام کیسا؟ جلدی جان چھوٹ جائے گی (معاذاللہ)۔ اس پر اگلا ٹکڑا نازل ہوا "ولکن رسول اللّٰہ" نسبی اولاد نہ سہی روحانی اولاد تو ہے اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی بغلیں نہ بجاؤ کہ محمد ﷺ کے بعد اس کا نام لیوا کوئی نہ ہوگا اولاد تو ناخلف ہو کر باپ کا نام مٹانے کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ یہاں تو امت ہوگی اور نام لے گی' کافر پریشان تو ہوئے لیکن تسلی کی خاطر کہنے لگے کہ رسول ہوا تو کیا ہوا اس وقت تک ہی نام لیوا ہوں گے جب تک دوسرا رسول نہیں آجاتا' جب دوسرا آجائے گا تو پھر جان چھوٹ جائے گی (معاذاللہ)۔

اس پر ارشاد ہوا "وخاتم النبیین" یعنی قیامت تک یہی ہے دوسرے کے آنے کا سوال ہی نہیں۔ اب ہمیشہ کے لئے اسی کا نام لیا جائے گا۔ اب نبی 'کتاب' کعبہ و قبلہ سب آخری ہیں معاملہ ہی ختم ہے۔ گویا آیت کے تین ٹکڑے ہیں اور ہر ٹکڑے کا شان نزول جدا جدا ہے اور مقصد یہ ہوا کہ محمد مدنی ﷺ کے بعد نبی بنانے کی مشین ہی ختم ہے۔

رخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

افسوس یہ ہے کہ سارقان ختم نبوت کے سرخیل مرزا غلام احمد قادیانی کی خرافات کو مٹھائی کا نام دیا جاتا ہے اور ہماری مدافعت کو گالی کا نام دیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قصور مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اور مرزائی ہم سے لڑتے ہیں۔ میں مرزائیوں سے کہتا ہوں کہ ہم سے نہ لڑو بلکہ اپنے حضرت کو سمجھاؤ کہ یا تو محمد ﷺ سے پہلے پیدا ہو جاتا۔ اگر نبوت کا شوق تھا اور یا اس دنیا کو ختم ہوجانے دو ہم بھی ختم ہوجائیں گے تو دوسری دنیا میں آجانا۔ پھر نہ ہم ہوں گے نہ لڑائی ہوگی۔

ایک ضروری بات

نام سے سمجھ آجاتی ہے کہ فلاں کون ہے۔ مثلاً" حافظ جی سے پتہ چلے گا کہ فلاں حافظ ہے وغیرہ۔ اسی طرح پیغمبر کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر۱۔ وہ نبی جسے جدید کتاب ملے۔ نمبر۲۔ وہ نبی جسے جدید کتاب نہ ملے۔ بلکہ حکم ہو کہ پہلے نبی کی کتاب ہی تیری کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”انا انزلنا التورٰۃ فیہا ھدی ونور یحکم بہا النبیون“ مقصد یہ ہے کہ تورات نازل ہوئی تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر، لیکن اس کے ذریعہ فیصلے کئی انبیاء کرتے تھے۔ کتاب والے انبیاء کی صحیح تعداد معلوم نہیں تین سو کے قریب کہا جاتا ہے۔ نبی کا لفظ عام ہے صاحب کتاب کو بھی شامل ہے اور جسے کتاب نہیں ملی اسے بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کے برعکس رسول خاص ہے یعنی جسے کتاب ملی۔

آیت کریمہ میں اللہ میاں نے رسول اللہ کہہ کر حضرت محمد ﷺ کے صاحب کتاب ہونے کی خبر دی۔ اور خاتم النبیین کہہ کر اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ رسول عربی ﷺ دونوں قسم کے انبیاء کے خاتم ہیں، اس لئے کہ نبی دونوں قسم کے پیغمبروں کو کہا جاتا ہے۔

مرزا کہتا ہے کہ کتاب والے تو ختم ہو گئے لیکن بغیر کتاب والوں کا سلسلہ جاری ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ماضی کا عالم ہے مستقبل کا بھی ہے اس لئے خدا نے خاتم النبیین فرمایا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مرزا کی طرح کتنے ہی کذاب و دجال آئیں گے اور دھوکہ دیں گے۔ اس لئے خاتم المرسلین کے بجائے خاتم النبیین فرما کر دھوکہ بازوں کے لئے موقع ہی باقی نہ چھوڑا۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ مولیٰ کریم حکیم ہیں اور قاعدہ ہے کہ :

فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ

تو حکیم مطلق جل وعلا مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے پیش نظر جھوٹ اور مکر کی بنیاد ہی ختم کر دی۔ اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اور خاتم النبیین ﷺ کے دامن اقدس سے سچی وابستگی نصیب فرمائے اور حضور ﷺ کی شفاعت سے نوازے۔ آمین

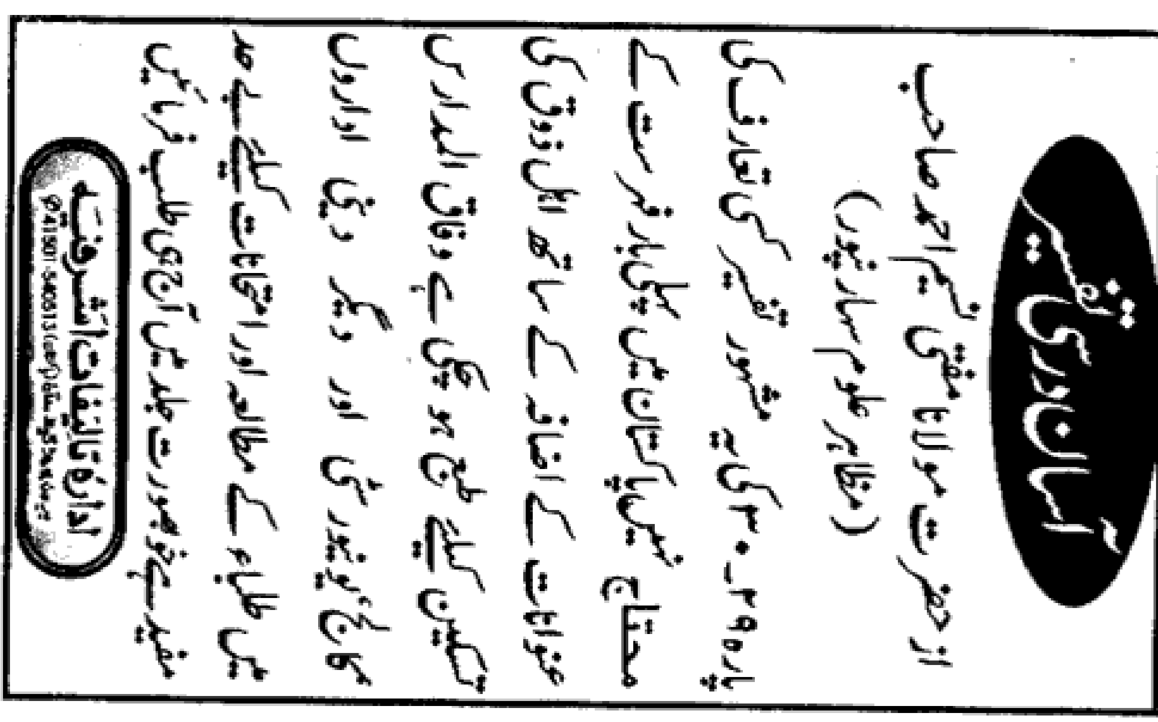

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد الوفات

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری ؒ کا مکتوب گرامی

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ مجددی سلسلہ کے نیر تاباں ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات کے امین اور برصغیر میں اہل حق کے سرخیل تھے۔ آپ نے ایک مرید (ملا حیدر) کے خط کے جواب میں ذیل کا گرامی نامہ تحریر فرمایا۔ جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات کے متعلق ہم سب اہل اسلام کے عقیدہ کی اصلاح کے لئے ہے جو نہایت مدلل اور معلومات کا خزانہ ہے۔ عوام وخواص سبھی کے لئے ازحد مفید ہے۔

لولاک اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

برادر عزیز و ارشد ملا حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ خدا کرے آپ امام **القبلتین** اور نبی الثقلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جملہ ظاہری اور باطنی آفات ومصائب سے محفوظ ومامون رہیں۔ کمترین وناچیز دوست محمد المشہور حاجی کان اللہ لہ کی طرف سے سلام مسنون اور دعوات صالحہ کے بعد مطالعہ فرمائیں کہ بحمد اللہ تعالیٰ اس خاکسار کے حالات تادم تحریر عریضہ کہ سترھویں ماہ ذی الحجہ ہے' ہر طرح خیروعافیت سے ہیں۔ اس پر منعم حقیقی کی نعمت ونوازش اور خدائے بزرگ وبرتر کی عنایت ومہربانی کا جس قدر شکر ادا کیا جائے تھوڑا ہے۔ میں ہر گھڑی اللہ جل شانہ سے آپ کی صحت وسلامتی کا طالب ہوں اور اس بات کا بھی خواستگار ہوں کہ وہ آپ کو شریعت محمدیہ پر ہمیشہ ثابت وقائم رکھے۔

مطلب عریضہ یہ ہے کہ آپ نے زیارت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنے مکتوب گرامی میں استفسار کیا تھا۔ اس سلسلہ میں زیارت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت اور اس کے واجب' سنت اور مستحب ہونے کے بارے میں چند کلمات بطور اختصار تحریر کئے جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ یہ بھی سپرد قلم کیا جاتا ہے کہ اصحاب کرام اور سلف صالحین نے اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی

حیات کے بارے میں کہ وہ قبور میں بقید حیات ہیں ان کا کیا عقیدہ ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر جاکر آپ ﷺ کی ذات گرامی سے توسل کرنا اور امداد طلب کرنا وغیرہ امت محمدیہ کے نزدیک کیسے امور ہیں۔

آپ پر یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ سید المرسلین کی زیارت بہ اتفاق اہل سنت وجماعت' علمائے سلف وخلف کے نزدیک قولا" وفعلا" افضل سنتوں میں سے اور مئوکدہ مستحبات میں سے ہے۔ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیارت سرور کائنات ﷺ ایک ایسی سنت ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور ایک ایسی فضیلت ہے جس کی طرف سب نے شوق اور رغبت دلائی ہے۔ بلکہ بعض مالکی حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے کہ زیارت سرور کائنات ﷺ واجب ہے۔ بعض حضرات نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ زیارت ایک ایسی سنت ہے جو تقریبا" واجب ہے۔ گویا اس کو ایک طرح سنت مئوکدہ ٹھہرایا ہے جو واجب کے قریب ہوتی ہے کیونکہ اس میں تاکید پائی جاتی ہے۔

اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت زیارت حج کے ادا کرنے کے بعد عمل میں لائی جائے۔ قاضی حسین رحمتہ اللہ علیہ جو شافعی علماء میں مشہور و معروف حیثیت رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب زائر یا حاجی حج سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ملتزم میں وقوف کرے اور وہاں دعا مانگے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری دے اور سرور کائنات ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہو۔ قاضی ابوطالب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حج اور عمرہ کے بعد یہ امر مستحب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت کا قصد کرے۔ حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاجی کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ ان امور کی ابتداء مکہ مکرمہ سے کرلے اور مناسک حج بجالانے کے بعد بغرض زیارت روضہ مبارک مدینہ منورہ میں حاضری دے۔ حضرات حنفیہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی زیارت ان مستحب اور پسندیدہ امور میں سے ہے جن کی فضیلت کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ پس ایسے امور دینی جو مئوکدہ ہوں وہ واجبات کے درجہ کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔

بہرحال جہاں تک مذاہب اربعہ کے علماء کا تعلق ہے انہوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حج کو مقدم رکھا جائے۔ مگر بعض علمائے سلف نے اس کے باوجود کہ حج کا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو۔ مدینہ شریف میں پہلے ہی حاضری دینے کو لوازمات میں سے شمار کیا ہے لیکن تابعین میں سے علماء کی ایک جماعت کو اس سے اختلاف ہے کہ مکہ **معظمہ** میں آنے سے پہلے زیارت مدینہ کی جائے۔

تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے آنحضرت ﷺ کی زیارت اور قربت کو اصول اربعہ کے پیش نظر

نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے چنانچہ سب سے پہلے کتاب اللہ ہے جس میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولو انہم اذظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ۔

موصوف نے یہ آیت کریمہ لکھ کر اس امر کی وضاحت کی ہے کہ یہ آیت رسالت مآب ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس ضمن میں تشویق اور ترغیب بھی دیتی ہے اور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ زائر کو چاہئے کہ وہ روضہ اقدس ﷺ پر حاضر ہو کر سرور کائنات ﷺ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کا سوال کرلے اور آپ سے استغفار کا طالب ہو۔ امت کے لئے یہ وہ عظیم نعمت ہے جو قیامت تک کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی حالت حیات و ممات ایک جیسی ہے اور دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ کا ظاہری موت کے بعد بھی امت کے لئے استغفار کرنا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اور تمام علماء و مفسرین نے اسی آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت کی ہے کہ آپ ﷺ کی حالت حیات و ممات معتدل اور برابر ہے۔ اسی بناء پر انہوں نے زیارت روضہ اقدس کے آداب کے بارے میں یہ حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت شریفہ کو پڑھے۔

ایک اعرابی کا واقعہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد بغرض زیارت روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور یہی آیت مذکورہ بالا تلاوت کی۔ اعرابی کا یہ واقعہ اتنا مشہور ہے کہ تمام مذاہب کے علماء نے جنھوں نے مناسک حج پر کتابیں تصنیف کی ہیں اس حکایت کو پیش کیا ہے اور نہ صرف یہ نظر استحسان دیکھا ہے بلکہ اس حکایت کے سلسلہ میں وہ تمام اسناد بھی پیش کی ہیں جن کو ائمہ کبار نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ محمد بن حرب ہلالی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا اور روضہ اقدس کی زیارت کی اور جالیوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ اچانک وہی اعرابی آیا اور اس نے روضہ مبارک پر حاضری دی اور کہا کہ یا خیر الرسل! آپ کو حق تعالیٰ نے ایک سچی کتاب دی ہے اور اس میں فرمایا ہے۔

"ولو انہم اذظلموا انفسہم جاؤک فاستغفر اللہ"

میں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور آپ کو اپنی بخشش کا شفیع بناتا ہوں' یہ کہا اور زار زار رونے لگا۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔ ترجمہ : "کیا عظیم اور سراپا خیر ہستی اس جگہ مدفون ہے۔ آس پاس کے تمام ٹیلے ہموار زمینیں اس کی پاکیزہ خوشبو سے مہک اٹھی ہیں۔

میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں تم آرام کررہے ہو کیونکہ اس میں پاکیزگی و خوبی' بخشش و کرم اور عنایت و مہربانی سب کچھ موجود ہے"

اس کے بعد وہ چلا گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اس اعرابی کو تلاش کرو اور خوشخبری دو کہ حق تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کے تمام گناہ معاف کردیئے اور اس کو بخش دیا ہے۔

حافظ عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کتاب مصباح **الظلام** میں حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تدفین کے تین روز بعد وہی اعرابی روضہ اقدس پر آیا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی قبر مبارک پر ڈالدیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی خاک پا اپنے سر کے اوپر بکھیر کر کہنے لگا کہ یارسول اللہ! جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے' ہم نے آپ سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خدا سے حاصل کیا ہے' نیز جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے اس میں سے یہ آیت شریفہ بھی ہے۔

"ولو انهم اذظلموا انفسهم جائوک فاستغفر الله"

میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ ﷺ کے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ ﷺ میرے لئے مغفرت طلب کریں۔ اس پر روضہ مبارک سے آواز آئی اور کہا گیا کہ **"قدغفرلک"** تجھے بخش دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی زیارت کے ثبوت کے سلسلہ میں بکثرت احادیث آئی ہیں۔ ان احادیث میں سے بعض حدیثوں میں لفظ "زیارت **قبر صراحته**"" آیا ہے۔ البتہ بعض احادیث میں دوسرے الفاظ آئے ہیں جو اس مفہوم پر حاوی ہیں ان احادیث میں بعض یہاں درج کی جاتی ہیں۔ (ترجمہ احادیث)

پہلی حدیث : جس نے میری قبر کی زیارت کی' اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

دوسری حدیث : جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت جائز ہوگئی۔

تیسری حدیث : جو شخص صرف اس لئے آیا کہ وہ میری زیارت کرے اور میری زیارت کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہ ہو تو مجھ پر ذمہ داری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

چوتھی حدیث : جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی' وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

پانچویں حدیث : جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر زیادتی کی۔

[illegible] حدیث : جس نے مدینہ طیبہ میں آکر میری زیارت کی میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں۔ ایک دوسری

روایت میں یوں ہے "جس نے میری قبر کی زیارت کی' میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں"

ساتویں حدیث : جس نے باقاعدہ ارادہ کرکے میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہو گا اور جس نے حرمین میں سے کسی ایک جگہ وفات پائی وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں اٹھایا جائے گا جنھیں امن نصیب ہو گا۔

آٹھویں حدیث : جس نے اسلامی فریضہ یعنی حج ادا کیا' میری قبر کی زیارت کی' دین حق کے لئے جہاد کیا اور بیت المقدس میں نماز ادا کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے ان احکام کے بارے میں نہیں پوچھے گا جو اس پر فرض کئے گئے ہیں۔

نویں حدیث : جس نے مکہ مکرمہ میں حج ادا کیا پھر اس نے میری زیارت کے لئے میری مسجد کا ارادہ کیا اس کے نامہ اعمال میں دو حج مبرور لکھ دیے جاتے ہیں۔

دسویں حدیث : جس نے میری زیارت وفات کے بعد کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔

گیارھویں حدیث : حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔

بارھویں حدیث : حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جس نے رسول ﷺ کے لئے درجہ بلند اور وسیلہ چاہا اس کے لئے قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت واجب ہو گئی اور جس نے آنحضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کی وہ آپ کے پڑوس میں ہو گا۔

قرآن شریف کی واضح آیات کے بعد جن سے شہداء اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی زندگی کا اثبات ہوتا ہے' احادیث میں سے یہ حدیث بہت مشہور ہے جسے العیلی نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور جس سے انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الممات کا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے "حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور وہ نماز بھی ادا کرتے ہیں اور وہ حدیث جو خاص طور پر آنحضرت ﷺ کی حیات بعد الممات کو ثبوت بہم پہنچاتی ہے اور مشہور و معروف بھی ہے وہ یہ ہے۔"

"مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام"

یعنی کوئی سلام کرنے والا ایسا نہیں جو مجھے سلام کرے اور میں اس کے سلام کا جواب نہ دوں کیونکہ

حق تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔

تیرھویں حدیث : امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ سے مروی ہے کہ ”کوئی سلام کرنے والا ایسا نہیں ہے کہ جو مجھے سلام کرے اور میں اسکے سلام کا جواب نہ دوں کیونکہ حق تعالیٰ شانہ اس مقصد کیلئے میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے۔“

چودھویں حدیث : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے میری قبر پر آکر مجھ پر درود بھیجا میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ اور جس نے میری قبر کے علاوہ کسی اور جگہ مجھ پر درود بھیجا تو اس کو بھی فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔

پندرھویں حدیث : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً“ روایت ہے کہ جو شخص بھی میری قبر کے پاس آکر مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس سلام کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کا سلام مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور دنیا اور آخرت کا بدلہ اس کے لئے کافی کر دیتا ہے اور میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

سولھویں حدیث : کتاب برور السافرت میں یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے ” جو آدمی اپنے کسی بھائی کی قبر پر زیارت کے لئے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو صاحب قبر اس سے مانوس ہو جاتا ہے یہاں تک کہ زائر اٹھ جاتا ہے“

ابن ابی الدنیا رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے کسی دوست کی قبر پر گزرے تو وہ اسے پہچانتا ہے اور اگر سلام کرے تو وہ اس کا جواب بھی دیتا ہے۔

سمہوی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس باب میں احادیث بہت ہیں۔

مازری کتاب توثیق عرای الایمان میں سلمان بن **سحیم** رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ بیان کیا کہ ایک رات میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ جو آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور آپ پر سلام بھیجتے ہیں تو کیا آپ ان سب کو سنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، میں سنتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

ابن نجار، ابراہیم لیسار رحمتہ اللہ علیہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور اس کے بعد سید المرسلین ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ جب میں روضہ اقدس پر پہنچا اور سلام کیا تو میں

نے ایک آواز سنی کہ کوئی وعلیک السلام کہہ رہا ہے۔ اس قسم کے واقعات اور مثالیں اولیاء اللہ اور امت کے صلحاء سے بہت روایت کی گئی ہیں۔

جہاں تک قبور میں انبیاء علیہم السلام کی زندگی اور سرور کائنات ﷺ کی حیات بعد الممات کا تعلق ہے تو باتفاق علماء وفات کے بعد ان کی حیات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام قبور میں شہداء کی اس زندگی کے مقابلہ میں جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے کامل تر حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور آنحضرت ﷺ تو سید **الشہداء** ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میرے زمانہ حیات میں تھا۔ اس حدیث کو حافظ ابن عدی نے کامل میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابو یعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ معتبر راویوں سے نقل کرکے انس بن مالک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں احادیث صحیحہ کے بہت سے شواہد موجود ہیں۔ محققین اور متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ رسول ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں اور امتؐ کے نیک کاموں سے خوش ہوتے ہیں۔ علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوتے۔

نبی اکرم ﷺ کی زیارت خداوند تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے "جس نے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی" اسی طرح سورہ فتح میں آیا ہے "جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ فی الحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔"

آنحضرت ﷺ کی زیارت آپ کی وفات کے بعد آپ کی صحبت وملازمت کا وہ درجہ رکھتی ہے جو آپ کے زمانہ حیات میں تھا۔ اس سلسلہ میں وہ احادیث اس بات پر وضاحت سے دلالت کرتی ہیں جو قبل ازیں مذکور ہوچکی ہیں اور ایک تحقیق کے طالب کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ ان احادیث میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ **"من حج ولم یزرنی فقد جفانی"** جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ زیادتی کی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ زیادتی سب سے بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے اور اس طرف سے لاپروائی برتنا گناہ عظیم ہے۔ اس لئے زیارت مبارکہ کا ترک کردینا پراگندگی خاطر اور پریشانی قلب کا سبب بنتا ہے۔ احقر کے نزدیک یہ گناہ کبیرہ ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان لوگوں کا معاملہ اللہ کے سامنے کیا ہوگا جو زیارت نبی کریم ﷺ کا انکار کرتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے زیارت نبی ﷺ کے

شرف سے محروم ہو جاتے ہیں۔ میں اسی برے اعتقاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔

زائر اور سالک کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ زیارت سے مشرف ہو تو شرم و وقار کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت ادب کے ساتھ یوں سلام کرے۔

"السلام علیک یارسول اللّٰہ' السلام علیک یانبی الکریم ورحمتہ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علیک یاخاتم النبیین السلام علیک یاابابکر الصدیق رضی اللّٰہ عنک۔ السلام علیک یاعمر ابن خطاب رضی للّٰہ تعالیٰ عنک"

روضہ اقدس کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور آنحضرت ﷺ کی زیارت کے حصول کی خاطر راستہ کی تکالیف اٹھانا بھی ایک عظیم سعادت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سلف صالحین رحمتہ اللہ علیہم اس مقصد کے پیش نظر بہت زیادہ سفر اختیار کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں حضرت بلال موذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی بہت مشہور ہے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام سے بغرض زیارت مدینہ تشریف لائے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے اس واقعہ کو ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ ابی الدردا رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم ہماری زیارت کے لئے مطلق نہیں آتے ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسی وقت سفر کے لئے تیار ہوگئے اور مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے اور روضہ مبارک پر حاضری دی تو بے اختیار روئے اور روئے نیاز خاک مزار پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دیکھا کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اپنے **حجرہ** سے باہر آرہے ہیں۔ آپ نے ان دونوں کو اپنی بغل میں لے لیا اور پیار کیا۔ ان دنوں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال پر ملال ہوچکا تھا مگر اسے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ لوگوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اذان دیں مگر انہوں نے فرمایا کہ اگر حسن اور حسین فرمائیں تو ان کے ارشاد کی تعمیل ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ میں نے رسول ﷺ کی وفات کے بعد کسی کے لئے اذان نہیں کہی ہے چنانچہ اسی ضمن میں یہ واقعہ درج کیا جاتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اذان دیں تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر! تم نے مجھے مال کے عوض خرید کر خدا کے راستے میں آزاد کردیا تھا۔ یہ کام تم نے اپنے لئے کیا تھا یا خداوند تعالیٰ کی خشنودی کے لئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی خشنودی کی خاطر کیا تھا۔ اس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اب بھی تم مجھے خدا کے

لئے چھوڑدو کہ جس طرح میرا جی چاہے میں اپنی زندگی گزاروں۔ مجھ میں یہ طاقت اور مجال نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے کہنے سے موذن کے فرائض انجام دوں۔ اس واقعہ کے بعد ہی آپ شام چلے گئے تھے۔ جب واپسی مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ آپ اذان دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحن مسجد میں اس جگہ جہاں سرور کائنات ﷺ کے زمانہ میں کھڑے ہوتے تھے پہنچ گئے۔ جب آپ نے اللہ اکبر' اللہ اکبر کہا تو پورا مدینہ گونج اٹھا اور لوگ آہ و فریاد کرنے لگے اور جب اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو ایک ہل چل مچ گئی اور لوگ پہلے سے بھی زیادہ آہ وزاری کرنے لگے اور بالآخر جب آپ نے اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو ایک قیامت بپا ہوگئی اور مدینہ منورہ کے مردوزن اور خوردو کلاں میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہا جو گھروں سے نکل نہ آیا ہو۔ ہر شخص پر رقت اور گریہ طاری تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے حادثہ وفات کا غم تازہ ہوگیا ہے۔ اور یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلبہ شوق کی بناء پر اذان کو مکمل کئے بغیر نیچے اتر آئے تھے۔ اس واقعہ کا ذکر کتاب **غنیتہ الطالبین** میں کیا گیا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ جب امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام فتح کرکے بیت المقدس کے لوگوں کے ساتھ صلح کرلی تو کعب احبار آپ کی خدمت میں آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے بہت خوشی ہوئی جس وقت اپ لوٹنے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ اے کعب کیا آپ ہمارے ہمراہ مدینہ جائیں گے اور سردار انبیاء ﷺ کی زیارت کریں گے تو انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں یا امیرالمومنین یہ تو بہت بڑی سعادت اور فضیلت ہے چنانچہ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرانجام دیا وہ روضہ اقدس کی زیارت تھی۔

حضرت عبدالرزاق نے صحیح اسناد کے حوالہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر سے مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے روضہ مبارک پر حاضری دیتے تھے اور کہتے تھے کہ **السلام علیک یارسول اللّٰہ' السلام علیک یاابابکر' السلام علیک یاابتاہ** (عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ روایت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب موطا میں بھی موجود ہے۔

کسی آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام نافع سے یہ پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ مبارک کے پاس آکر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے۔ **السلام علی النبی السلام علیٰ ابی بکر السلام علیٰ ابی**۔ (یعنی نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور میرے والد پر سلام ہو) تو اس آدمی نے جواب دیا کہ جی ہاں مجھے معلوم ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ۔۔۔۔۔۔

روضہ مبارک پر قبلہ کی طرف سے آنا چاہئے اور پھر قبلہ کی طرف پشت کرکے یہ کہنا چاہئے۔ **السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔**

جہاں تک نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے وسیلے سے اپنی حاجات کو اللہ سے مانگنے اور شفاعت حاصل کرنے کے لئے آپ کی بارگاہ عالی مقام میں پہنچ کر اپنی اعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا تعلق ہے تو یہ تمام پیغمبروں اور نبیوں کا فعل ہے اور انکے بعد امت کے تمام صلحا اور اکابر کا متواتر عمل رہا ہے جس کو ان کی سیرت کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ کیا اس سے پہلے کہ آپ کی روح پاک لباس جسمانی میں جلوہ افروز ہوئی ہو اور کیا اس کے بعد جب دنیاوی حیات کو آپ نے رونق بخشی ہو یا پھر عالم برزخ ہو یا قیامت کا میدان، جہاں انبیاء اور مرسلین کو دم مارنے کی طاقت نہیں ہے۔ الغرض کوئی عالم ہو اولین اور آخرین کے لئے شفاعت کا دروازہ صرف اور صرف آپ ہی کی ذات والا صفات کھول سکتی ہے۔ آپ ہی رحمتوں کے بحر ذخار کے شناور ہیں اور آپ ہی انوار الٰہی کے منبع و مرکز ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے توسل سے اعانت اور مدد طلب کرنے کے بارے میں چار مواقع ایسے ہیں جو احادیث و روایات سے ثابت ہیں۔ سب سے پہلا مقام جس کا تعلق آپ کے توسل اور شفاعت سے ہے، وہ یہ ہے کہ ابھی تخلیق کائنات نہیں ہوئی تھی اور حیات انسانی نے ابھی آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ اس سلسلہ میں جو احادیث و اخبار وارد ہوئی ہیں ان میں وہ حدیث خاص طور پر قابل ذکر ہے جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اکثر علمائے حدیث نے جس کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو آپ نے توبہ اور عذر کے طور پر پروردگار کی خدمت میں درخواست کی: " **یارب اسئلک بحق محمد ان تغفرلی** " یعنی یا اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ محمد ﷺ کے طفیل تو میری مغفرت کردے۔ اس پر بارگاہ خداوندی سے یہ خطاب ہوا کہ اے آدم! تونے محمد ﷺ کو کیسے پہچان لیا حالانکہ میں نے ابھی ان کے جوہر روح کو جسمانی صدف میں منتقل نہیں کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو بہتر جانتا ہے جس دن تونے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا تھا اور میرے جسم خاکی میں روح پھونکی تھی تو میں نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ پایہ ہائے

عرش پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

اس دن میں نے معلوم کرلیا تھا کہ وہ تیرا ایک ایسا بندہ ہے جو تمام مخلوقات میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جسے تیری بارگاہ جلال میں سب سے زیادہ تقرب حاصل ہے غیب سے ندا آئی کہ چونکہ تو نے اس کو میری بارگاہ میں وسیلہ مغفرت بنایا ہے اسی لئے میں نے تیری خطا بخش دی ہے۔ اے آدم! اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ کلمات جو حضرت آدم علیہ السلام نے درگاہ رب العزت سے سیکھے اور جو آپ کی توبہ اور مغفرت کا سبب بنے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کریمہ (فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ) سے مترشح ہے وہ یہی کلمات تھے۔

" ! الٰہی بحرمت محمد وا لہ اغفرلی " تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب اعمال صالحہ کو وسیلہ ٹھہرایا جاسکتا ہے حالانکہ یہ اعمال اپنے اندر کوتاہی اور کمی کا پہلو رکھتے ہیں لیکن چونکہ اچھے عمل ہیں اس لئے حق تعالیٰ کی جناب میں مقبول و مستجاب ہوتے ہیں پس آنحضرت ﷺ کے توسل اور ان کی شفاعت کو جو محبوب رب العالمین ہیں اور اس کے سب سے زیادہ دوست ہیں، کیونکر سب سے زیادہ مقبولیت کا درجہ حاصل نہیں ہوگا۔ صاحب قصیدہ بردہ کہتا ہے۔ "اے سردار انبیاء! مصائب اور آلام کے ہجوم کے وقت میں آپ کے علاوہ اور کس کے پاس جاکر پناہ لوں"

دوسرا موقع جہاں آپ ﷺ کی ذات گرامی سے مدد اور شفاعت طلب کی جائے۔ وہ دنیاوی حیات کے قیام میں ہے۔ چنانچہ ایسے مواقع جو حیات طیبہ میں پیش آئے اور جن میں حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کو وسیلہ ٹھہرایا گیا وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک نابینا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے حق میں دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے خیریت اور عافیت نصیب کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم بینائی چاہتے ہو تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ تمہاری بینائی لوٹ آئے اور اگر آخرت کا بدلہ چاہتے ہو تو صبر کرو یہ زیادہ بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ میرے حق میں دعائے خیر کیجئے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جاؤ وضو کرو اور یہ دعا پڑھو۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الیٰ ربی فی حاجتی ھٰذہ لیقضی لی۔ اللھم فشفعہ فی۔

ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح وغریب بتلایا ہے اور بیہقی نے بھی اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور حدیث ھذا کے آخر میں یہ عبارت اور زیادہ کی ہے۔" **فقام وقد برء البصر** "۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔" **ففعل الرجل فبرء** "۔ نیز اس بارے میں بھی احادیث بے شمار آئی ہیں کہ حاجت مندوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر آپ سے اعانت طلب کی اور آپ ﷺ کو اپنی حاجت کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنایا۔ چنانچہ ایسے واقعات جن کا تعلق وسعت رزق' حصول اولاد' باران رحمت اور فراخی عیش وغیرہ سے ہو حدیث شریف میں بکثرت آئے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات گرمی کو اپنی ضرورت وحاجت کے وقت وسیلہ بنانے کی تیسری صورت آپ ﷺ کی وفات کے بعد کی ہے۔ اس بارے میں بھی احادیث واخبار بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ طبرانی رحمتہ اللہ علیہ معجم کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ کسی آدمی کی کوئی حاجت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وابستہ تھی مگر آپ اس کی طرف مطلق توجہ اور التفات نہیں فرماتے تھے اور اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن اس نے اپنی صورت حال عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر بیان کی اور یہ درخواست کی کہ اس کی کوئی تدبیر نکالی جائے۔ انہوں نے کہا کہ وضو خانے میں جاکر وضو کرو اور پھر مسجد میں آکر دو رکعت نماز نفل ادا کرو اور یہ دعا پڑھو۔

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنبی الرحمۃ۔ یا محمد انی اتوجہ بک الیٰ ربی فیقضی لی حاجتی۔

اسکے بعد اپنی حاجت بیان کرو۔ وہ آدمی ان کے پاس سے چلا گیا اور جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا اس پر عمل کیا۔ بعد ازاں وہی شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر آیا۔ دربان نے فوراً" اس کو خوش آمدید کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اسکو مسند خاص پر بٹھایا اور اس کے آنے کا مقصد پوچھا۔ اس نے اپنی حاجت بیان کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بھی اس کی حاجت وضرورت تھی پوری کردی اور کہا کہ آئندہ بھی جو حاجت تمہیں پیش آئے وہ میرے پاس آکر بیان کرو انشاء اللہ میں اس کو پورا کردوں گا۔ وہ شخص بہت خوش ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ابن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے' کیا آپ نے حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ سے میری حاجت پورا کرنے کے بارے میں کچھ کہا تھا؟ انہوں نے میرا کام اس طرح سرانجام دیا ہے۔ حالانکہ اس سے پیشتر کبھی وہ میری طرف التفات نہیں کرتے تھے۔ ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بخدا میں نے ان سے آپ کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے سوائے اس بات کے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا تھا کہ ان کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور دعا کی درخواست کی تاکہ وہ تندرست ہو جائے۔ پھر وہ تمام واقعہ جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے اس کے سامنے بھی ذکر کر دیا اور اس واقعہ پر یہ قیاس کیا کہ چونکہ اس نے آنحضرت ﷺ کو اپنا وسیلہ بنایا تھا اس لئے اس کی مراد پوری ہو گئی۔

قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان مسجد نبوی میں ایک دفعہ مناظرہ پیش آیا۔ انتہائے مناظرہ میں ابو جعفر کی آواز بلند ہو گئی۔ امام مالک نے کہا کہ اے امیر المومنین پیغمبر خدا کی مسجد میں آواز کیوں بلند کر رہے ہو۔ حق تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں اس سلسلہ میں ادب کی تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ " اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو "۔ اور ایسے حضرات کے بارے میں جو ادب ملحوظ خاطر رکھتے ہیں فرماتا ہے۔" ایسے لوگ جو نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی پرہیزگاری کا امتحان لیتا ہے "۔ (اس سے یہ بھی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ موت کے بعد بھی پیغمبر خدا ﷺ کا ادب و احترام ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ان کے زمانہ حیات میں تھا) خلیفہ پر آپ کے کہنے کا اثر ہوا اور اس کے دل پر رقت طاری ہو گئی اور خشوع و خضوع کے عالم میں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ دعا کے وقت میں قبلہ کی طرف اپنا چہرہ کروں یا رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے تم کیوں روگردانی کرتے ہو۔ وہی تو آپ کا وسیلہ ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہی آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں۔ لہذا پیغمبر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور ان ہی سے شفاعت طلب کرنی چاہئے تاکہ وہ قیامت میں آپ کے شفیع ہو جائیں۔ زیارت روضہ اقدس کے آداب کی طرف متوجہ ہونا مستحبات میں سے ہے' انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کیا جائے گا اور یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو وسیلہ بنانا' آپ کے دربار پر پہنچ کر دعا مانگنا اور روضہ اطہر پر غایت ادب و احترام کو ملحوظ رکھنا کتنا ضروری ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر کے واقعہ میں یہ مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کی قبر میں اترے اور فرمایا:

بحق نبیک والانبیاء والذین من قبلی

اس حدیث میں دونوں حالت میں توسل پر دلیل موجود ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کو آپ کی حیات طیبہ میں ہی وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف اس بات پر دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ان کی وفات کے بعد ذریعہ اور وسیلہ بنایا جاسکتا ہے اور جب انبیاء علیہم السلام کو بعد ازوفات وسیلہ بنانا جائز ہے تو پھر سرور کائنات ﷺ کو وسیلہ بنانا بدرجہ اولیٰ جائز ہوا بلکہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کو بھی ان کی وفات کے بعد وسیلہ بنایا جاسکتا ہے ہاں البتہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تخصیص ضرور پائی جاتی ہے اور اس بارے میں یہ حدیث بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ نیز اس مدعا پر یہ روایت بھی دلیل بن سکتی ہے جسے ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ نے بسند صحیح بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا۔ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر آیا اور کہا کہ یارسول اللہ " اپنی امت کے لئے باران رحمت طلب کیجئے کیونکہ وہ خشک سالی سے ہلاک ہورہے ہیں " اسی آدمی نے رات کو سرور کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو بشارت دو کہ باران رحمت نازل ہوگی۔ اس توسل کو ہم ایک ایسا توسل کہہ سکتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے پروردگار سے دعا مانگی ہو، تاکہ حاجت پوری ہوجائے جیسا کہ آپ ﷺ حالت حیات میں دعا مانگا کرتے تھے چنانچہ اس عبارت کا مضمون اس مفہوم کی تائید کرتا ہے۔

" یامحمد انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی لیقضی لی۔ "

ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جس وقت باشندگان مدینہ کو سخت قحط کا سامنا کرنا پڑا تو وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئے تو آپ نے فرمایا کہ روضہ اقدس پر جاکر حاضری دو اور اس کے جو دریچے آسمان کی جانب ہیں انہیں کھول دو۔ تاکہ حضور ﷺ کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔ پھر بارش بہت ہوئی۔ آپ نے جو یہاں آسمان کی طرف دریچہ کھولنے کا حکم دیا تھا اس میں یہ واضح طور پر اشارہ تھا کہ درگاہ رب العالمین جل جلالہ میں آنحضرت ﷺ کی دعا اور سوال اور مطلوب کے حصول کے لئے دروازہ کھل جائے۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کسی سائل کا یہ سوال ہے جو اس نے کیا تھا" **اسئلک مرافقتک فی الجنته** " یعنی میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ درخواست کریں اور شفاعت فرمائیں کہ وہ جنت میں مجھے آپ کی رفاقت اور معیت کی سعادت سے مشرف فرمائے۔

چوتھا وہ توسل ہے جو میدان قیامت میں نبی کریم ﷺ کو اپنا شفیع بنانے کے سلسلہ میں ہے۔ آپ کی

شفاعت بھی بہت سی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس توسل پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ ان اکابر اور صلحائے امت سے توسل کے بارے میں بھی احادیث اور روایات موجود ہیں جن کو سرور کائنات ﷺ کے ساتھ نسبت خاص ہے۔ اس کا ثبوت اس قصہ سے بہم پہنچتا ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے استسقا کی درخواست کی تھی چنانچہ صحیح حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس سال قحط واقع ہوا اور بارش کا سلسلہ منقطع رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس بات کا وسیلہ ٹھہرایا کہ وہ پروردگار عالم سے باران رحمت کی دعا مانگیں۔ آپ یہ کہتے تھے کہ اے اللہ! اس سے پہلے جب کبھی قحط واقع ہوتا تو ہم تیرے پیغمبر ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے اور تو باران رحمت نازل فرمادیتا تھا۔ اب ہم تیرے پیغمبر ﷺ کے چچا کو وسیلہ بنا رہے ہیں اس لئے تو بارش فرمادے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ اے اللہ! ہم تیرے پیغمبر ﷺ کے عم محترم کے ذریعہ اور ایک بزرگ کے ذریعہ باران رحمت کی درخواست کررہے ہیں۔ حضرت ابن عباس اپنی دعامیں کہتے تھے کہ یااللہ یہ لوگ میرے پاس اس نسبت کی غرض سے آئے ہیں جو تیرے پیغمبر ﷺ کے ساتھ مجھے ہے۔ یااللہ مجھے ان کے سامنے شرمندہ مت کر' اور اسی سلسلہ میں عباس بن عقبہ بن ابی لہب نے کہا ہے (ترجمہ شعر)

" میرے چچا کی دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حجاز اور اس کے باشندوں کو سیراب کیا ہے "

سرور کائنات ﷺ کے مرقد مبارک پر مسکینوں اور حاجت مندوں کی فریاد اور استغاثہ سے جو مرادیں پوری ہوتی ہیں اور مقاصد حاصل ہوتے ہیں اس بارے میں بھی احادیث و روایات بکثرت ملتی ہیں۔ چنانچہ اسی ضمن میں محمد بن المنکدر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ۸۰ دینار امانت کے طور پر میرے والد کے پاس رکھ دیئے اور خود جہاد پر چلا گیا اور اس بات کی اجازت بھی دے دی کہ اگر تجھے ضرورت پڑے تو اس میں سے خرچ کرلے۔ میرے باپ نے ضرورت کے وقت وہ رقم خرچ کردی۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو اسنے اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ میرا باپ اس کو ادا نہ کرسکا اور یہ کہا کہ کل آئے اور پھر میں اس کا جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ مسجد نبوی ﷺ چلا گیا اور رات وہیں گزاری۔ کبھی وہ مرقد مبارک کے روبرو اور کبھی منبر کے پاس جاکر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرتا اور فریاد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں اچانک ایک آدمی نمودار ہوا اور اسی دینار کی تھیلی اس کے حوالہ کردی۔ صبح کے وقت وہ رقم مالک کو ادا کردی اور اسطرح مطالبہ قرض کی زحمت سے چھٹکارہ حاصل کیا۔

امام ابوبکر بن المقری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں‘ طبرانی اور ابوالشیخ تینوں حرم شریف نبوی ــــــــ میں مقیم تھے۔ بھوک نے ہم پر غلبہ کرلیا اور دو روز اسی حال میں گزر گئے۔ جب عشاء کا وقت ہوا تو ہم حضور ﷺ کے روضۂ مبارک کی طرف گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ " الجوع " یہ کلمہ کہتے ہی ہم لوٹ آئے مجھ پر اور ابوالشیخ پر نیند غالب آگئی۔ طبرانی بیٹھے کسی چیز کا انتظار کرتے رہے کہ ناگاہ ایک غیبی آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس کے ساتھ دو نوکر بھی تھے جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک زنبیل تھی جو کھانے‘ کھجور‘ روٹی‘ اور دیگر اشیاء سے پر تھی۔ ہمارے سامنے وہ تمام چیزیں رکھ دیں اور ہم سب کے ساتھ مل کر اس میں سے کھایا۔ بعد میں جو باقی بچا وہ ہمارے پاس ہی چھوڑ دیا اور کہا کہ اے لوگو تم نے حضور ﷺ کے پاس جاکر بھوک کی شکایت کی تھی۔ اسی وقت میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ مجھے انہوں نے حکم دیا اسی بناء پر یہ تمام چیزیں تمہارے سامنے حاضر کی گئی ہیں۔

ابن الجلا رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ ایک دو فاقے مجھ پر گزر گئے۔ میں روضۂ مبارک کے پاس کھڑا ہوگیا اور کہا" یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں "خواب میں میں نے پیغمبر خدا ﷺ کو دیکھا انہوں نے ایک چپاتی میرے حوالہ کی جس میں سے آدھی میں نے خواب کی حالت میں ہی کھالی۔ جب بیدار ہوا تو آدھی بچی ہوئی میرے پاس موجود تھی۔

ابوبکر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا اور پانچ روز مجھ پر اسی طرح گزر گئے کہ میں نے مطلق کھانا نہ چکھا۔ چھٹے دن میں روضۂ مبارک پر حاضر ہوا اور کہا" یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں "پھر مجھے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں۔ سرور کائنات ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں جانب‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بائیں جانب‘ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے کی جانب ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے کہتے ہیں کہ اٹھ پیغمبر ﷺ آگئے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ حضور ﷺ نے ایک روٹی مجھے عنایت کی۔ جب میں بیدار ہوا تو اس روٹی کا بیشتر حصہ میرے پاس باقی تھا۔

احمد بن صوفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگلوں میں سرگرداں پھرتا رہا۔ کئی جگہ سے میرے بدن کی کھال پھٹ گئی تھی۔ آخر کار مدینہ پہنچا اور سرور کائنات ﷺ کے آستانہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ اس کے بعد مجھے نیند آگئی۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا وہ فرمارہے ہیں۔" احمد تم آگئے ہو۔ تمہارا کیا حال ہے۔ "میں نے عرض کیا" یارسول اللہ میں بھوکا ہوں اور آپ کی ضیافت کا طالب ہوں "۔

آپ نے فرمایا "اپنا ہاتھ کھولو" میں نے ہاتھ کھول دیا۔ آپ نے چند درہم مجھے عنایت فرمائے۔ اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔ آپ کے دیئے ہوئے درہم میرے پاس تھے بازار گیا اور فطیر و فالودہ خریدا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر صحرا کی طرف چلا گیا۔

آنحضرت ﷺ کے فیوض و برکات کی ایسی مثالیں، واقعات اور حکایات بکثرت ملتی ہیں۔(ترجمہ شعر)

" ہرگز کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے مکارم اخلاق سے کوئی امیدوار محروم رہا ہو یا کوئی پڑوسی اور مجاور آپ کے پاس سے بغیر تکریم و تعظیم واپس آگیا ہو "

یہ بات بھی واضح رہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ " **اول ما خلق اللہ نوری** " (یعنی خدا نے جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ میرا نور، روح ہے) ایک اور حدیث میں آیا ہے۔

یعنی حق تعالیٰ شانہ نے جب اپنی قدرت کاملہ سے تمام مخلوقات اور کائنات کو پیدا کیا تو آنحضرت ﷺ کے نور مبارک ہی سے سب کی تخلیق کی۔ پس حضور ﷺ کی ذات گرامی تمام مخلوقات کی اصل ہے اور اسی سبب سے آپ ﷺ تمام کائنات و مخلوقات کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تمام محققین اور علماء اس فیصلہ پر متفق ہیں کہ سرور کائنات ﷺ تمام مخلوقات اور موجودات کی جانب مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ صرف جن و انس اور **ملائکہ** کی طرف ہی نہیں بھیجے گئے بلکہ سارے جہان کے یہاں تک کہ نباتات و جمادات کے بھی آپ ﷺ رسول ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین آمین برحمتک

یاارحم الراحمین۔

آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا طلوع

تحریر: ابوزبیر

وجدان نے چودہ سو سال الٹی زقند لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی۔ عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں۔ نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راہ راست سے بھٹکی ہوئی آس ویاس کی حالت میں اُدھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سر راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے گردن جھکائے مصروف دعا ہو گئی۔ اور نہایت عجز والحاح سے بولی۔ اے نور و ظلمت کے پروردگار میں غریب اس پر ہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر جو ظلمت کدہ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دید بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نو شگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے۔ کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القا ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں۔ کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ چمنستان دہر میں بار بار روح پرور بہاریں آچکی ہیں چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اہل سرو سامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔

آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آپہنچی جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی، باغ دراغ کے اندر قافلہ گل آپہنچا تھا۔ حد نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے اٹا پڑا تھا۔ نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہ کے کاشانہ میں وہ ماہتاب طلوع ہو گیا۔ جس کی ضیاپاشیوں سے شب دیجور کی تاریکیاں اسی طرح کافور ہو گئیں۔ جس طرح اس کی عملی نور افشانیوں سے آئے جہ... جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں۔

ارباب سیر اپنے محدود پرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ :

”آفتاب رسالت ﷺ کے طلوع ہونے سے ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے' آتش کدہ فارس بجھ گیا' دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔“

لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم' شوکت روم' اوج چین کے قصہ ہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر' آتش کدہ کفر' آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بت کدے خاک میں مل گئے' شیرازہ مجوسیت بکھر گیا۔ نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستان سعادت میں بہار آگئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔ اخلاق انسانی کا آئینہ پر تو قدس سے چمک اٹھا۔ یعنی یتیم عبداللہ جگر گوشہ آمنہ شاہ حرم حکمران عرب فرماں روائے عالم شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا کو شرف انسانی کا حقیقی اندازہ ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے حضرت انسان کو دوسری ہر چیز کی عظمت وسطوت کا حساس تھا لیکن وہ اپنی حرمت سے اور اپنے مقام سے بے خبر تھا۔ اسی بے خبری کے نتیجہ میں وہ سورج چاند اور ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کر انہیں معبود بنائے ہوئے تھا۔ پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی گہرائی سے متاثر ہو کر انہیں خدا کا درجہ دیئے ہوئے تھا۔ راجوں مہاراجوں' نوابوں' سرداروں' شاہوں اور رہبانوں کی جلالت و حشمت سے مسحور ہو کر انہیں خدا کا اوتار مانے ہوئے تھا۔ انسان اتنا دبا ہوا تھا کہ ہر ابھرتی ہوئی چیز کے سامنے جھک جاتا تھا۔ اتنا مبہوت تھا کہ جن بھوت اس کے سجدوں کے حقدار قرار پائے۔ بت پرستی کا دور دورہ تھا خود کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔

جہالت وضلالت کی تاریکی پورے طور سے مسلط ہو چکی تھی۔ عرفان و آگہی کے تمام راستے شیطنت و گمراہی کے دبیز اندھیروں کی لپٹ میں تھے کہ فاران کی وادیوں سے اک مہر لب تاب طلوع ہوا۔ کلیاں مسکرانے لگیں۔ دن کے دس بجے بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا جس کے لئے قعر مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا غریب کو اور غلام کو بڑھانا عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نو مولود زچہ خانہ میں مسکرایا۔ اس کائنات ارضی کا ذکر کیا۔ فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ

گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا آمنہ کا جایا دنیا میں کیا آیا دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروف عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت ومساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیان حق کو ایسا عرفان الٰہی نصیب ہوا کہ ماسوائے اللہ کے خوف دل سے خود بخود جاتا رہا۔ آپ کی والدہ آمنہ نے پیدائش کے دو تین روز بعد دودھ پلانے کے لئے آپ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ کے سپرد کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد حسب دستور قبیلہ ہوازن کی عورتیں شہر میں آئیں۔ تاکہ کوئی بچہ اجرت پر دودھ پلانے کو مل جائے ان عورتوں میں سے مائی حلیمہ بی بی آمنہ کے گھر آئیں۔ آنحضرت ﷺ کو یتیم جان کر سوچ میں پڑ گئیں۔ تقدیر نے کہا حلیمہؓ گدڑی کو نہ دیکھ ،لعل کو دیکھ۔ دین ودولت کو چھوڑ کر خالی ہاتھ نہ جا۔ اس کے نام سے تیرا نام رہے گا۔ اس کی دایہ بن۔ اور دنیا میں عزت حاصل کر۔ بی بی آمنہ نے جب اپنے لخت جگر کو مائی حلیمہؓ کے سپرد کیا ہوگا۔ بیٹے کی جدائی کے تصور نے قلب میں قلق کے کتنے طوفان اٹھائے ہوں گے۔ مگر آزاد قوم کی بہادر عورتیں بچوں کی جدائی برداشت نہ کریں تو اپنی نسل میں غلامی اور ادبار کا ورثہ چھوڑ جائیں۔ جو مائیں غم کے آنسو بہا کر بچوں کو تربیت گاہوں اور جنگ وپیکار کے میدانوں میں جانے سے روکتی ہیں۔ انہیں قدرت فرزندوں کی کامیاب واپسی پر خوشی کے آنسو بہانے کا موقع نہیں دیتی۔ مائی حلیمہؓ بچے کو لے کر چلی بی بی آمنہ نے نور نظر کے صحت وسلامتی سے واپس لوٹنے کی دعائیں مانگیں۔ خدا کی برکتیں قریش کے گھر سے نکل کر ہوازن کے قبیلہ میں داخل ہو گئیں۔

جو موتی ریت کی تہہ میں پائے جاتے ہیں۔ درشہوار بنتے ہیں۔ مٹی اور پتھر میں رلنے والے ہیرے کوہ نور کہلاتے ہیں۔ غریب بچوں کے لئے قدرت کی یہ تسلیاں ہیں محمد ﷺ حلیمہ کی گود سے مچل کر زمین پر بیٹھنے کی سعی کرتے ہیں۔ حلیمہ انہیں سخت زمین پر کھیلنے اور اٹھ اٹھ کر گرنے سے نہ روک۔ انہیں زمین پر کھیلنے دیں۔

دیکھو سعید فطرت بچہ قدرت کے مکتب میں پرورش پا رہا ہے۔ اب پانچ برس کی عمر ہے۔ رضاعی بہن شیما کے ساتھ بھولی بھٹکی بھیڑ بکریوں کے پیچھے پھرتا ہے۔ اور انہیں گلہ میں واپس لانے میں مدد دیتا ہے۔ جب کسی بھیڑ بکری کو واپس لاتا ہے تو اسے دنیا مسرت بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

کھلی ہوا اور بکریوں کے پیچھے دوڑ دھوپ نے بچے کے ہاتھ پاؤں مضبوط کر دیئے ہیں۔ جب چھ برس کا بچہ لوٹا تو ماں نازک پودے کو مضبوط پا کر باغ باغ ہو گئی۔ پاکباز بیوہ خوشی کے زمانے میں کیوں زیادہ روتی ہے

ظاہری آنکھ جہاں خوشی کے نظاروں میں مصروف ہوئی۔ فوراً ہی سرتاج کی یاد تازہ ہوگئی۔ جس کے خاک میں منہ چھپانے کے بعد سینہ آرزوؤں کا مزار بن جاتا ہے۔ بی بی آمنہؓ کے دل میں فرزند نے خاوند کی یاد تازہ کردی۔ بیوہ کے سوا کون جانتا ہے کہ خاوند کے مرقد میں کتنی کشش ہوتی ہے۔ شوہر کی موت کے بعد بیوہ کے لئے اس سے زیادہ خوشی اور اطمینان کی بات کیا ہے کہ وہ اس کی چھوڑی ہوئی نشانی کو لے کر خاوند کی قبر کے سرہانے کھڑی ہو اور آنسو کے موتی نذر کرے۔

حضرت آمنہؓ چھ برس کے یتیم بچے کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت کو گئیں۔ مہینہ سے زائد مدینہ میں اپنے میکے میں رہیں۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ عمر میں جوان، غم میں بوڑھی، بیوہ واپسی پر مقام ابوا میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ·

حضرت آمنہؓ کی لونڈی ام ایمن اپنے یتیم آقا اور دو جہاں کے سردار ﷺ کو لے کر مکہ پہنچی۔ اور آنحضرت ﷺ داد کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ دو سال بعد آپ کے دادا عبدالمطلب بیاسی برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ آنحضرت ﷺ فرط محبت سے غم کے آنسو لائے۔ باپ کے بعد ماں، ماں کے بعد دادا اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور وہاں چلے گئے۔ جہاں سے واپس کوئی نہیں آیا۔ عبدالمطلب نے مرتے وقت اس گنج گراں مایہ کو اپنے بیٹے ابو طالب کے سپرد کیا۔ ابو طالب نے تمام عمر اسے جان سے لگائے رکھا اور اپنی عمر کے تجربے اور تدبیریں اس کی حفاظت کے لئے وقف کردیں۔

ابو طالب کثیر الاولاد تھے اور قلیل المال تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کو بکریاں چرانے پر لگادیا۔ یہ پیشہ اکثر نیک لوگوں کے لئے بابرکت ثابت ہوا ہے۔ یہ دین و دنیا کی فتحمندیوں کی تمہید ہے۔ گلہ بانی جہاں بانی کے دیباچہ اس لئے ہے کہ جہاں جہانبانی کے لئے قویٰ مضبوط ہوتے ہیں وہاں مویشی کی محبت میں جان لڑا دینے کا جذبہ پختہ ہوکر انسان کی بے پایاں محبت کے احساس میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ نبوت کا حقدار اور نیکی کا حامل وہی ہے جو مخلوق کی محبت میں سرشار ہو۔ اس کے جسم اور روح کی بالیدگی قوموں کی رہنمائی کی ذمہ داری اٹھا سکے۔ جسم اور روح کی ترقیوں کی حد کمال کا نام ہی پیغمبری ہے۔

****

ام المومنین حضرت سودہؓ

مولانا عبدالسلام ندوی

نام ونسب

سودہ نام تھا۔ قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدودبن نضر بن مالک بن حل بن عامر بن لوی۔ ماں کا نام شموس تھا۔ یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ ان کا پورا نام ونسب یہ ہے۔ شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن النجار۔

نکاح

سکرانؓ بن عمرو سے جوان کے والد کے ابن عم تھے شادی ہوئی۔

قبول اسلام

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ اس بنا پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہؓ اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے۔ لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لئے آمادہ ہوئی۔ تو اس میں حضرت سودہؓ اور ان کے شوہر بھی شامل ہوگئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ واپس آئیں اور سکرانؓ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سودہؓ حرم نبوت بنتی ہیں

ازواج مطہراتؓ میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہؓ کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ حضرت خدیجہؓ کے انتقال سے آنحضرت ﷺ نہایت پریشان وغمگین تھے۔ یہ حالت دیکھ کر خولہؓ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ ﷺ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں گھر بار بال بچوں کا

انتظام سب خدیجہؓ کے متعلق تھا۔ آپ ﷺ کے ایماء سے وہ حضرت سودہؓ کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا۔ ”انعم صباحاً“ پھر نکاح کا پیغام سنایا۔ انہوں نے کہاہاں محمد ﷺ شریف کفو ہیں لیکن سودہؓ سے بھی تو دریافت کرو۔ غرض سب مراتب طے ہو گئے تو آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے اور سودہؓ کے والد نے نکاح پڑھایا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ نکاح کے بعد عبداللہ بن زمعہ (حضرت سودہؓ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ یہ کیا غضب ہو گیا۔ چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت ونادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔

حضرت سودہؓ کا نکاح رمضان ۱۰ھ نبوی میں ہوا اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہؓ کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے اس لئے مورخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہؓ کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد عقیل حضرت عائشہؓ کو مقدم سمجھتے ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہؓ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا۔ ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گا۔ چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔

عام حالات

نبوت کے تیرھویں سال جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید ابن حارثہؓ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہؓ وغیرہ کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت زیدؓ کے ہمراہ آئیں۔

۱۰ھ میں جب آنحضرت ﷺ نے حج کیا تو حضرت سودہؓ بھی ساتھ تھیں چونکہ وہ بلند وبالا اور فربہ تھیں۔ اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ روانہ ہونے سے قبل ان کو چلا جانا چاہئے۔ کیونکہ ان کو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہو گی۔

وفات

ایک دفعہ ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سب سے پہلے کون مرے گا؟ فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے۔ لوگوں نے ظاہری معنے سمجھے، سب کے ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہؓ کا تھا۔ لیکن جب سب سے

پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ ﷺ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی۔ بہر حال واقدی نے حضرت سودہؓ کا سال وفات ۵۴ھ بتلایا ہے۔ لیکن ثقاتکی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ خلافت میں انتقال کیا۔ حضرت عمرؓ نے ۲۳ھ میں وفات پائی ہے اس لئے حضرت سودہؓ کا سال وفات ۲۲ھ ہوگا۔ خمیس میں یہی روایت ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس کو امام بخاری ذہبی، جزری، ابن عبد البر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد

آنحضرت ﷺ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پہلے شوہر (حضرت سکرانؓ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا جس کا نام عبد الرحمٰن تھا۔ انہوں نے جنگ جلولا (فارس) میں شہادت حاصل کی۔

حلیہ

ازواج مطہرات میں حضرت سودہؓ سے زیادہ کوئی بلند وبالا نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔

فضل وکمال

حضرت سودہؓ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت عباسؓ ابن زبیرؓ اور یحییٰ ابن عبد الرحمٰنؓ (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے۔

اخلاق

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ”سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔“

اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ: ”میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔“ چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ نکلیں۔ فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔

سخاوت اور فیاضی بھی ان کا ایک نمایاں وصف تھا۔ اور حضرت عائشہؓ کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی ۔ لانے والے سے پوچھا۔ اس میں کیا ہے؟ وہ بولا درہم۔ بولیں کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کر دیا۔ وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔

ایثار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں۔ وہ اور حضرت عائشہؓ آگے پیچھے نکاح میں آئی تھیں۔ لیکن چونکہ ان کا سن بہت زیادہ تھا اس لئے جب بوڑھی ہو گئیں تو ان کو سوء ظن ہوا کہ شاید آنحضرت ﷺ طلاق دے دیں اور یہ شرف صحبت سے محروم ہو جائیں۔ اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔

مزاج تیز تھا۔ حضرت عائشہؓ ان کی بے حد معترف تھیں۔ لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں۔ ایک مرتبہ کسی کام کے لئے صحرا کو جا رہی تھیں۔ راستہ میں حضرت عمرؓ مل گئے۔ چونکہ حضرت سودہؓ کا قد نمایاں تھا۔ انہوں نے پہچان لیا۔ حضرت عمر کو ازواج مطہرات کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے۔ اس لئے بولے سودہؓ تم کو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہؓ کو سخت ناگوار گزرا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور حضرت عمرؓ کی شکایت کی۔ اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔

بسلسلہ قادیانی شبہات کے جوابات

احمد کون

ادارہ

سوال نمبر ۶۴ : مرزا غلام احمد قادیانی "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق تھا۔ غلام ایسے تھا۔ نام کا حصہ نہیں تھا۔ اصل نام "احمد" تھا۔

جواب نمبر ۱ : قرآن مجید میں اللہ رب العزت کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا تھا کہ میرے بعد "احمد" رسول آئیں گے۔ وہ احمد حضور ﷺ ہیں جسے آپ ارشاد فرماتے ہیں انا محمد وانا احمد۔ تو یہ احمد نام بھی محمد کی طرح حضور ﷺ کا ہے۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ ہی تشریف لائے۔

جواب نمبر ۲ : مرزا غلام احمد کا جو نام اس کے والدین نے رکھا اور جو وہ خود بھی ساری زندگی لکھتا رہا، غلام احمد ہے۔ احمد نہیں۔ اگر مرزا قادیانی احمد ہے تو یہی سوال ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کیا تھا۔ جس کا جواب شاہ جیؒ نے یہ دیا کہ اگر غلام احمد سے غلام کا لفظ ہٹا کر مرزا احمد بن سکتا ہے تو میرے نام عطاء اللہ سے عطاء کا لفظ ہٹادیں، باقی صرف اللہ رہ جائے گا۔ تو مجھے پھر آپ لوگ خدا مان لیں۔ اگر آپ مانیں گے تو میں کہوں گا کہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔

سوال نمبر ۶۵ : آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی سچا تھا یا جھوٹا۔ جو حق پر نہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

جواب : مرزا قادیانی نے بھی لوگوں سے ایسے کہا مگر جو مرزا قادیانی کا حشر ہوا وہ آپ کو یاد نہیں ؟۔

(۱) مرزا قادیانی کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ ہوا اور مرزا قادیانی اپنے حریف کے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو گیا اور اس کے جھوٹ نے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔

(۲) مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے مقابلہ میں بددعا کی کہ جھوٹا سچے کے سامنے ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ مرزا نے مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مر کر اپنے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مرزا قادیانی اپنے کذب میں سچا تھا اس لئے پہلے مر گیا۔

(۳) مرزا نے اپنے ازلی ابدی رقیب سلطان بیگ کے متعلق موت کی پیش گوئی کی مگر سلطان بیگ

کے ہوتے دیکھتے دیکھتے مرزا قادیانی ہیضہ کی موت سے دوچار ہو گیا۔

(۴) مرزا قادیانی نے اپنے ایک اور حریف ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو مرتد قرار دیا اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار دیکھائی اور دعا کی کہ : "میرے رب سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ کر دے" مگر ڈاکٹر صاحب کے دیکھتے دیکھتے مرزا قادیانی خود تباہ و برباد و ہلاک ہو کر اپنے جھوٹے ہونے کی ایسی نشانی چھوڑ گیا جو مرزا قادیانی کی امت کی ندامت کے لئے کافی ہے۔

(۵) اسی طرح ایک اور دعا کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ہماری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن اور دوسرے امیر خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے۔ ان کی آپ کی جماعت قادیانی کے مشہور مناظر اللہ دتہ جالندھری سے گفتگو ہوئی جب آپ کی طرح اللہ دتہ جالندھری لاجواب ہو گیا کوئی جواب نہ بن پڑا تو خفت مٹانے اور اپنے ہمراہیوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے قاضی صاحبؒ سے یہی کہا کہ آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں جو سچا ہو گا اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ اتفاق سے موصوف ایک آنکھ سے عاری تھے۔ ہمارے حضرت قاضی احسان احمدؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللہ اگر مسلمان سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے ہیں تو اس اللہ دتہ کی آنکھ ٹھیک نہ ہو۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر اللہ دتہ کو کہا کہ اب آپ دعا کریں کہ اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ اس پر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی عملی تصویر و تفسیر ہو گیا۔

مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کرنا

سوال نمبر ۶۶ : استخارہ کرنا سنت ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق آپ استخارہ کریں۔

جواب : استخارہ ایسے امور میں ہوتا ہے جس کا کرنا نہ کرنا دونوں امور مباح ہوں۔ ایسے امر میں استخارہ کرنا جس کا حلال یا حرام شریعت نے واضح کر دیا ہے' جائز نہیں۔ جیسے ماں بیٹے پر حرام ہے۔ اب کوئی بیٹا یہ استخارہ نہیں کرے گا کہ ماں مجھ پر حلال ہے یا حرام ہے۔ ایسا کرنے والا اسلام کی حدود کو توڑنے والا ہو گا۔ اسی طرح نماز فرض ہے۔ اب نماز کی فرضیت و عدم فرضیت پر کوئی مسلمان استخارہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح آپ ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں کوئی آدمی آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے استخارہ نہیں کر سکتا۔ جو استخارہ کرے گا وہ کافر ہو گا۔ کیونکہ استخارہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بن سکتا ہے' تبھی تو استخارہ کر رہا ہے۔ اگر اسے یقین ہو کہ کوئی نہیں بن سکتا تو پھر استخارہ کیوں کرے۔ استخارہ کا دل میں خیال لانا گویا آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے چانس

پیدا کرنا ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کے لئے استخارہ کرنا کفر ہے۔

سوال نمبر ۷۶ : قادیانیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں؟۔

جواب : ہم کبھی کبھار گفتگو میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کی "مقدس زبان" کے نمونے پیش کرتے ہیں تو مرزائی پروپگنڈہ کرتے ہیں کہ مولوی صاحبان گالیاں دیتے ہیں۔ مگر میرا دعویٰ ہے کہ ساری کائنات کے بدزبان لوگوں کا عالمی کنونشن بلالیاجائے توبد زبانوں کے عالمی چمپئن شپ کا اعزاز مرزا قادیانی کو ملے گا۔ اس لئے کہ الف سے لے کری تک کوئی ایسی گالی نہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو نہ دی ہو۔ اس سلسلہ میں ہمارے بزرگ رہنما مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کا رسالہ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان پاکستان نے بھی شائع کیا ہے۔ جس کا نام ہے "مغلظات مرزا" اور دوسرا رسالہ جس کا نام ہے "مرزا قادیانی کا حسن کلام" ہمارے ساتھی جناب اشتیاق احمد جو لاہور پاکستان کے معروف ناول نگار ہیں۔ انہوں لکھا ہے' وہ دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کے اخلاق واطوار کیا تھے۔ مرزا قادیانی کی کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷' روحانی خزائن ج ۵ پر ہے :

" تلك كتب ينظرُ اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا۔ الذين ختم اللّٰه على قلوبهم فهم لايقبلون۔"

"میری ان کتابوں کو تمام مسلمان محبت وشفقت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں' اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے وہ مجھے نہیں مانتے۔"

تو اس کتاب میں مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد کہا ہے' اور پھر لطف یہ کہ اس کا اپنا بیٹا مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کو نہیں مانتا تھا۔ تو مرزا قادیانی کے فتویٰ کے مطابق وہ بھی کنجری کا بیٹا ہوا۔ جب اس کی ماں کنجری ہوئی تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی بیوی کنجری تھی۔ جس کی بیوی کنجری ہو وہ خود کون ہوگا؟ اور جو کنجر کو نبی مانیں وہ کون ہوں گے؟۔ مسلمانوں پر فتویٰ لگایا اور خود اس کی زد میں آگئے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ "ذرية البغايا" کا معنی کنجریوں کی اولاد نہیں۔ بغیہ کا معنی کنجری' بدکار ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ : " وماكانت امك بغية" جب مریم علیہا السلام بیٹا لائیں تو یہودیوں نے کہا کہ آپ کی ماں تو ایسی نہ تھی۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۲۸۲ پر ابن بغایا کا نیچے خود ترجمہ کیا ہے:

"نسل بدکاراں"۔

روحانی خزائن ص ۲۸۲ ج ۱۱ نور الحق ج ۱ ص ۱۲۳ پر "ذریۃ البغایا" کا معنی خود کیا ہے:

"خراب عورتوں کی نسل"۔

روحانی خزائن ص ۱۷۳ ج ۸ مرزا نے خطبہ الہامیہ صفحہ ۴۹ خزائن ص ۴۹ ج ۱۶ پر "رقص البغایا" کا معنی کیا ہے: "رقص زنان بازاری"۔

لجۃ النور صفحہ ۹۲ خزائن ص ۴۲۸ ج ۱۶ پر البغی کا معنی "زن فاحشہ" خزائن ص ۴۲۸ ج ۱۶ پر "البغایا" کا معنی "زنان بازاری" ہیچو زنان بازاری" لجۃ النور ۹۳ خزائن ص ۴۲۹ ج ۱۶ پر "ان البغایا" کا معنی "زنان فاحشہ" خزائن ص ۴۳۰ ج ۱۶ پر "البغایا" کا معنی "زنان فاحشہ" لجۃ النور ۹۴ خزائن ۴۳۰ ج ۱۶ پر "نطفۃ البغایا" کا معنی "نطفہ زنان بازاری" لجۃ النور ص ۹۵ خزائن ص ۴۳۱ ج ۱۶! پر "ان البغایا ابن است" "زنان فاحشہ" کیا ہے۔ دیکھئے روحانی خزائن صفحہ ۴۹ صفحہ ۴۲۸ صفحہ ۴۲۹ صفحہ ۴۳۰ صفحہ ۴۳۱ جلد ۱۶

اب ان تصریحات کے بعد کوئی شخص کہے کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد نہیں کہا یا یہ کہ "ذریۃ البغایا" کا معنی کنجریوں کی اولاد نہیں تو اس کو سوائے اس کے کہ ہم اس کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

آہ! قاضی منظور الحق کوثری

تحریر: ملک محمد یامین قادری

عالم با عمل حضرت مولانا قاضی منظور الحق الکوثری ایم اے کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ۳ فروری ۱۹۹۹ء بروز بدھ بعد نماز مغرب اپنے خالق حقیقی کے آغوش میں پہنچ گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ نفسا نفسی کے اس دور میں عظیم ہستیاں ایک ایک کر کے ہم سے جدا ہوتی جارہی ہیں۔ مولانا کوثری کی وفات بھی ایک بہت بڑا علمی دینی اور ملی سانحہ ہے۔ نہایت زیرک معاملہ فہم مخلص حسد سے پاک منافقت اور چاپلوسی سے کوسوں دور نہایت ملنسار جیسی صفات کے مالک تھے دراز قد بارعب ادیبانہ روشن چہرہ علم سے لبریز مولانا قاضی منظور الحق ؒ جن کو لوگ قاضی صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یکم اپریل ۱۹۳۸ء کو موضع ویرو ضلع اٹک کے مشہور علمی وروحانی خاندان قاضی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد قاضی عبدالسلام ؒ نہایت متقی وپرہیزگار عالم دین تھے۔ آپ کے دادا مفتی غلام جیلانی ؒ اپنے وقت کے مشہور فقیہ محدث اور مفسر گزرے ہیں۔ ان کو اکابر علماء نے محی الدین کا لقب عطا کیا ہوا تھا۔ جس کا انہوں نے بھر پور حق ادا کیا۔ اور اپنے تمام بیٹوں کو عالم دین بنایا۔ قاضی صاحب مرحوم کے چچا قاضی انوار الحق ؒ مفتی اعظم رام پور رہے جدید وقدیم دینی علوم کے ماہر تھے۔ تیسرے چچا ایبٹ آباد کے مشہور عالم دین علامہ مفتی قاضی محمد طاہر مدظلہ ہیں۔ جنہوں نے کوثری مرحوم کی نماز جنازہ بھی پڑھائی مشہور مفتی اعظم ہیں۔ قاضی صاحب ؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا قاضی انوار الحق ؒ اور والد مرحوم سے حاصل کی۔ بعد ازاں صرف ونحو کی مشہور درس گاہ کامرہ میں تکمیل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ جامعہ محمدی شریف جھنگ میں تقریباً ۴ سال تک نامور اساتذہ سے علم حاصل کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قاضی صاحب ؒ نے عصری علوم کے امتحانات بھی اچھے نمبروں سے پاس کیے۔ مولانا نصیر الدین غور غشتوی کے دار العلوم عربیہ میں دو سال تک مصروف تعلیم رہے۔ فاضل عربی امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور علاقہ بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی بعد ازاں شیخ الحدیث مولانا چراغ ؒ گوجرانوالہ سے بھی کچھ کتب پڑھیں پھر دورہ حدیث کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور چلے گئے جہاں اپنے وقت کے بہترین اساتذہ کے درس نظامی کی تکمیل ۱۹۵۸ء میں کی۔

مذید دینی تعلیم کے لئے مشہور دینی یونیورسٹی بہاولپور سے تخصص فی التفسیر شاندار نمبروں سے پاس کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد جامع مسجد قاضیاں راولپنڈی میں خطیب مقرر ہوئے۔ تین سال تک یہاں خطابت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ اسی دوران محکمہ اوقاف کی طرف سے آپ کو منڈی بھاؤالدین کی مرکزی جامع مسجد کی خطابت کے لئے نامزد کیا گیا۔ انتہائی نامساعد حالات میں آپ نے مرکزی جامع مسجد کی خطابت سنبھالی اور ایک ریکارڈ مدت ۲۸ سال تک خطابت و امامت کو بھر پور موثر اور احسن طریقے سے نبھایا۔ تحریک ختم نبوت 'نظام مصطفیٰ ﷺ' اور دوسری دینی تحریکوں میں بھر پور حصہ لیتے رہے۔ متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں اور تکلیفوں سے دوچار ہوئے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں وقت کے بہترین خطیب سابق شیخ الحدیث دیوبند مولانا شمس الحق افغانی ؒ مفتی وقت مولانا محمد حسن امرتسری ؒ مفسر قرآن مولانا غلام رسول خان ؒ اور مولانا محمد ادریس خان کاندھلوی ؒ شامل ہیں۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اپنے آبائی علاقہ ضلع اٹک تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ۳ فروری کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور زبان پر اپنے رب کی بڑائی بیان کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا اور رب جلیل کے ہاں پہنچ گئے۔ نماز جنازہ ۴ فروری بروز جمعرات بوقت گیارہ بجے صبح اٹک شہر کی عید گاہ میں ادا کی گئی۔ اٹک شہر کی تاریخ میں ایک قابل مثال اجتماع تھا۔ منڈی بھاؤالدین سے آپ کے عقیدت مندوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ آپ نے ایک بیوہ ۷ بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑا ہے۔ قاضی صاحب ؒ کا بیعت وارشاد کا تعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر خواجہ خواجگان پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کندیاں شریف سے تھا۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع منڈی بھاؤالدین کے سرپرست تھے۔ جب بھی ختم نبوت کا مشن ہوتا تو آپ بے قرار ہو کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم ہو جاتے۔ قادیانیوں کی طرف سے صد سالہ جشن کے موقع پر آپ نے مرزائیت کے خلاف جس جرات اور بہادری سے کلمہ حق ادا کیا وہ ایک مثالی تھا۔ آپ ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ کو تمام مکتبہ فکر میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کے انتقال سے منڈی بھاؤالدین کے لوگوں کو شدید صدمہ ہوا ہے۔ شہر بھر کی اکثر مساجد میں آپ کے لئے فاتحہ خوانی اور ختم قرآن ہوا۔ آپ کی بخشش درجات کی بلندی اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

قادیانی خباثتیں اور حکومتی مجرمانہ خاموشی

میاں محمد اجمل قادری کی طرف سے یوم تکبیر

رپورٹ : مولانا اللہ وسایا

یکم صفر مطابق ۱۷ مئی کو عالمی مجلس کی مجلس شوریٰ کا اجلاس تھا۔ اور شب کو دفتر مرکزیہ ملتان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس تھی۔ اس کے اگلے روز ہفتہ بھر کے لئے فقیر کو چناب نگر مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت کی مرمت اور رنگ وروغن کے کام کی نگرانی کے لئے "چناب نگر" جانا ہوا۔ کافی عرصہ کی غیر حاضری کے بعد وہاں پر حاضری تھی۔ مختلف طبقہ حیات سے تعلق رکھنے والے "کرم فرما" ملنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ وہاں پر جاکر قادیانی قیادت کے بعض "رنگین وسنگین" حالات کا علم ہوا۔ جو پیش خدمت ہے۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

ڈی سی جھنگ توجہ فرمائیں

چناب نگر میں قادیانی جماعت نے ایک شکار گاہ قائم کر رکھی ہے۔ نئے نئے لوگوں کو شکار کر کے وہاں لایا جاتا ہے۔ مفلوک الحال ' غریب ' ناواقف مسلمانوں کو قادیانی شکار کر کے مختلف حصوں سے وہاں لاتے ہیں۔ ان کے آنے جانے کا خرچہ اور مذید انعام "شکاری قادیانی" کو علیحدہ ملتا ہے۔ یہاں پہنچ کر قادیانی جماعت کے دجل وفریب کے سراپا تصویر مبلغین ومربی ان نئے گرفتار ہونے والے مسلمانوں کو قادیانی بناتے ہیں۔ اس ارتدادی مہم میں جہاں ان مسلمانوں کو رکھ کر قادیانی بنایا جاتا ہے۔ اس جگہ کا نام دار الضیافت یا لنگر خانہ مسیح موعود (مرزا قادیانی دجال) ہے۔ یہ لنگر خانہ ودار الضیافت ہمیشہ قادیانی فراڈ کا بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ ایمان واخلاق کی بربادی کے علاوہ یہاں پر ہمیشہ مالی فراڈ بھی ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے جب قادیان میں یہ لنگر خانہ قائم کر کے چندہ کے حصول کے لئے اسے "کاسہ گدائی" کے طور پر استعمال کیا تھا۔ اس وقت بھی قادیانی جماعت کے سرکردہ بعض افراد جو مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدان باصفا نے مرزا غلام احمد ملعون سے اس کا حساب طلب کیا تھا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں کہہ دیا میں منشی تھوڑا ہوں کہ تمہیں حساب دوں۔ ان لوگوں نے درخواست کی کہ آئندہ کے لئے اس کی آمد وصرف کا حساب

ہمارے سپرد کر دیا جائے۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کے ذریعہ بتایا ہے کہ اگر لنگر خانہ کا کسی اور کو حساب دیا گیا تو لنگر خانہ بند ہو جائے گا۔ اس پر بدھوا احمق مرید خاموش ہو گئے۔ الہام کے مقابلہ میں تو قادیانیت سے خارج کر دیئے جاتے۔ اس صورت میں لنگر خانہ کا حساب ملنے کی بجائے لنگر خانہ کے ٹکڑوں سے بھی محروم ہو جاتے۔ کیا کوئی قادیانی کرم فرما کر مرزا قادیانی کے اس فراڈ و مالی اعتراضات پر مشتمل متذکرہ تفصیلات کے لئے حوالہ کا طلب گار ہے؟ اگر ہے تو وہ فقیر سے رابطہ کرے۔

اصل قادیانی کتاب کا حوالہ پیش کرنے کی ذمہ داری کے ساتھ جو مجھے آج کی فرصت میں ضلع جھنگ کے اپنے محترم عالی جناب ڈی سی صاحب سے عرض کرنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آج کل دارالضیافت چناب نگر کا انچارج اور ناظم معروف قادیانی ملک منور احمد جاوید ہے۔ ہر سال یہ دارالضیافت اور سالانہ جلسہ کے نام پر ہزاروں ٹن گندم کا پرمٹ حاصل کر کے گندم خرید کرتے ہیں۔ حالانکہ جماعت کا فراڈ ملاحظہ کہ دارالضیافت میں مسلمانوں کو لا کر مرتد بنایا جاتا ہے۔ اور سالانہ جلسہ ۱۹۸۴ء سے بند ہے۔ کبھی اس کی حکومت نے اجازت نہیں دی۔ جس جلسہ پر حکومت نے پندرہ سال سے پابندی عائد کر رکھی ہے اور جس مہمان خانہ میں ارتداد پھیلایا جاتا ہے۔ اس کے نام پر حکومت سے منظوری لے کر جناب ڈی سی جھنگ سے پرمٹ حاصل کر کے گندم خرید کی جاتی ہے۔ اور اسے سٹاک کر کے گندم کی بجوائی کے موقعہ پر جب گندم کے بازار میں نسبتاً ریٹ بڑھ جاتے ہیں۔ ہزاروں ٹن گندم غلہ منڈی سرگودھا کے یعقوب آڑھتی کے ذریعہ مہنگی فروخت کر دی جاتی ہے۔ اس ذخیرہ اندوزی اور ناجائز کمائی میں کون کون شریک ہیں۔ اس کی انکوائری کرنی' انہیں قرار واقعی سزا دینا اور فراڈ کو روکنا اور قادیانی اس دھوکہ و جعل سازی کے لئے پرمٹ خریداری گندم کا پرمٹ منسوخ کرنا۔ یہ جناب ڈی سی جھنگ کی ذمہ داری ہے۔ کیا وہ اس پر توجہ فرمائیں گے؟۔

بلیو پرنٹ' زناکاری' کینیڈا

روزنامہ جنگ کا چناب نگر میں نمائندہ اکبر فانی قادیانی ہے۔ اس کا لڑکا فضل قادیانی روزنامہ دن کا نمائندہ بنا ہوا ہے۔ عرصہ سے اس نے چناب نگر میں قادیانی لڑکیوں کا ایک گروہ بدکاری' و زناکاری کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ چناب نگر' چنیوٹ' جھنگ' فیصل آباد' سرگودھا تک آرڈر بک کر کے ان لڑکیوں کو سپلائی کرتا تھا۔ اس قادیانی اخلاق کے عظیم شاہکار فضل فانی نے ان قادیانی لڑکیوں کی بدکاری کے بلیو پرنٹ تیار کر رکھے تھے۔ ان کے ذریعہ بلیک میل کرنا اور بلیو پرنٹ فروخت کر کے اس کی کمائی کھانا اس کا پیشہ تھا۔ قادیانی

جماعت کے موجودہ امور عامہ کرنل اعجاز نے جب اس کہانی کے ہر جگہ تذکرے عام ہوتے اور چرچے بلند ہوتے دیکھے تو اس قادیانی کو کینیڈا بھجوادیا۔ یہ سزا دی یا انعام سے نوازا اس کا فیصلہ میں قادیانی عوام پر چھوڑتا ہوں۔ کیا اس پر وہ فقیر سے عدالتی سطح پر گواہ طلب کریں گے ؟۔

منیر، عظمیٰ، خان میڈیکل ہال، لاہور

منیر احمد خان ولد رفیع۔ خان میڈیکل ہال اقصیٰ چوک چناب نگر جو محلہ دارالرحمت شرقی ”ب“ کا صدر ہے۔ اس نے عظمیٰ نامی لڑکی سے (منیر احمد خان نے) ناجائز تعلقات قائم کئے۔ فضل عمر ہسپتال کی بیک سائیڈ پر منیر خان اور عظمیٰ کے ”عشق و مستی“ اور ”باہم دیگر کرم فرمائیوں“ کے معرکے سر ہوتے رہے۔ جب بات پھیلی تو منیر کو کرنل اعجاز نے لاہور چلتا کیا۔ مرزا محمود کی روح خوش ہوگی ”کیونکہ زنا کی اجازت ہے مگر اس کا عام تذکرہ ٹھیک نہیں“ یہ مرزا محمود کا معروف فلسفہ حیات تھا۔ جسے کرنل اعجاز ان قادیانی شہبازوں کے ذریعہ چناب نگر (ربوہ) کے گلی کوچوں میں خوب سے خوب تر پروان چڑھا رہا ہے۔

ڈاکٹر سعید، منصورہ بیگم، نشہ آور ٹیکے، الف ننگا

حافظ آباد کا ایک نام نہاد ڈاکٹر سعید جس نے رحمت بازار چناب نگر میں اپنا کلینک قائم کر رکھا ہے۔ بریگیڈیر نسیم اقبال قادیانی کی بیوہ منصورہ بیگم سے اس نے شادی رچا رکھی ہے۔ دارالرحمت وسطی میں اس کی رہائش ہے۔ قادیانی اوباش لڑکے اور لڑکیوں کو نشہ آور ٹیکے لگانا۔ جنسیاتی عمل کو تیز کرنے اور مہمیز لگانے والی ادویات مہیا کرنے کے لئے قادیانی لڑکے اور لڑکیوں کا اس کے ہاں گھمگھٹا لگا رہتا ہے۔ ایک لڑکا منصور ولد خان محمد متوفی فیکٹری ایریا کے گھر سے الف ننگا برآمد ہوا۔ کیا اس سے انکار ممکن ہے۔ ڈاکٹر سعید نے جعلی سیمنٹ کی فیکٹری بنا رکھی ہے۔ سعید خان بلوچ ایس ایچ او کی سرپرستی میں یہ جعل سازی ہو رہی ہے۔ کیا اس پر توجہ دی جائے گی۔ حکومتی اداروں سے سوال ؟۔

جعلی سندیں، جعلی پاسپورٹ، جعلی ویزے

قاسم سنیارو کا ایک لڑکا جس کا نام منور احمد شاہد ہے۔ آج کل روزنامہ صحافت چناب نگر کی ایجنسی نمائندگی لے رکھی ہے۔ جعلی سندیں، جعلی شناختی کارڈ، جعلی ویزے بنانا اس کا مشغلہ ہے۔ طاہر عارف ڈی آئی جی ایف آئی اے سرگودھا نے طارق نامی ایک قادیانی کو ایف آئی اے میں بھرتی کیا تھا۔ یہ طارق چک نمبر

۹۸ شمالی سرگودھا کا رہائشی ہے۔ منور احمد شاہد قادیانی کی تمام تر جعل سازی میں یہ برابر کا شریک ہے۔ کیا حکومتی ادارے اس پر توجہ فرمائیں گے؟۔

روزنامہ صحافت کے چیف ایڈیٹر جناب خوشنود علی خان سے بھی استدعا ہے کہ بجائے منور احمد شاہد کے کسی اور کو نمائندگی دیں۔ چناب نگر میں اور بھی نمائندے مل جائیں گے۔ منور احمد شاہد صحافت کی آڑ میں جعل سازی کر رہا ہے۔ اس سے اپنے اخبار کے وقار کو بچانا ضروری ہے۔

پی سی او

مبشر احمد نے ربوہ میں پی سی او بنا رکھا ہے۔ پی سی او کیبن کے بیک سائیڈ میں اس نے کیا کیا کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں۔ یہ بات چناب نگر کے باسیوں اور خود پولیس کے لئے اگر وہ شریک کار نہیں تو ایک سوالیہ ہے۔ کس کس کے کس کس کے ساتھ کیا کیا معاملات طے پاتے ہیں۔ بہت کچھ یہاں کی نگرانی سے مل سکتا ہے۔

جناب میاں محمد اجمل قادری کی چناب گر تشریف آوری

۲۸ مئی کو ملک بھر میں یوم تکبیر منایا جارہا تھا۔ اس نسبت سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ راشدیہ شیرانوالہ باغ لاہور امیر عالمی انجمن خدام الدین نے اعلان فرمایا کہ وہ ۲۸ مئی جمعہ کو محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر پر اجتماعی جمعہ ادا فرمائیں گے۔ مسجد محمدیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام چناب نگر میں رشد وہدایت کا مرکز ہے۔ میاں صاحب مدظلہ انتظامات کی تفصیلات طے کرنے کے لئے دفتر مرکزیہ ملتان میں تشریف لائے۔ عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ محترم میاں صاحب مدظلہ نے ملک بھر میں بالخصوص گوجرانوالہ' لاہور' سرگودھا' فیصل آباد ڈویژن میں اشتہاروں کی تنصیب کا کارکنوں کو حکم دیا۔ میٹنگوں' فون' خطوط کے ذریعہ شیخ التفسیر ولی کامل حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ' ولی کامل امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے حلقہ کے خلفاء مریدین ومتوسلین نے اس کے لئے بھرپور تیاری شروع کر دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر کو رنگ وروغن کرانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کر دیا۔ مولانا فقیر محمد صاحب مدظلہ کوشش کر رہے تھے کہ ریلوے اسٹیشن ربوہ کے نام کی تبدیلی پر

عمل درآمد ہو جائے۔ اس پر چناب نگر لکھا جائے۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ ۲۶ مئی کو آرڈر مل گئے۔ ۲۷ مئی کی صبح ریلوے اسٹیشن ربوہ پر سے ربوہ کا نام مٹا کر چناب نگر لکھ دیا گیا۔ جب ربوہ کا نام مٹایا جا رہا تھا۔ اس پر سفیدی پھیری جا رہی تھی اس وقت قادیانیوں کے چہروں پر کالک کا کوٹ ہو رہا تھا۔ قادیانی نوجوانوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ربوہ کے نام کو مٹتا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ مولانا فقیر محمد صاحب فیصل آبادؒ سے ۲۷ مئی کو ظہر کے وقت تشریف لائے۔ اسٹیشن پر دعا کرائی اور ربوہ کی بجائے چناب نگر کے نام کے بورڈوں کا افتتاح ہو گیا۔ میاں محمد اجمل قادری کی تشریف آوری سے ایک روز قبل کے اس واقعہ کو نیک شگون قرار دیا گیا۔ ۲۸ مئی کی صبح محمدیہ مسجد ریلوے اسٹیشن کے صحن کو سائبانوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ ٹھنڈے پانی کے لئے ٹینکیاں رکھ دی گئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا سے اپنے رفقاء سمیت تشریف لائے۔ چنیوٹ' چناب نگر کی انتظامیہ و پولیس انتظامات کے لئے کمربند ہو گئی۔ ساڑھے بارہ بجے مولانا عبداللطیف مجاہد ختم نبوت شاہ کوٹ سے بسوں اور ویگنوں کا بہت بڑا قافلہ لے کر اسٹیشن چناب نگر پہنچے۔ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ خطیب وانچارج و مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر مولانا محبوب الرحمٰن خطیب محمدیہ مسجد نے اسٹیج کے انتظامات کو سنبھالا۔ تلاوت و نظم کے بعد مولانا عبداللطیف شاہ کوٹی' مولانا سید احمد شاہ کوٹی' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔

پونے ایک بجے کے قریب محترم مہمان گرامی ذی وقار اور اس پروگرام کے میزبان حضرت میاں محمد اجمل قادری مسلم کالونی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز تشریف لائے۔ مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت چناب نگر کے اساتذہ طلباء حضرت حافظ محمد یوسف عثمانی گوجرانوالہ کی قیادت میں کارکنان علاقہ سرگودھا' گوجرانوالہ' چنیوٹ' ڈاور' فیصل آباد کی بہت بڑی تعداد نے نعروں کی گونج میں حضرت میاں اجمل قادری کا استقبال کیا۔ اس وقت نعروں کی ارتعاش اور گونج سے چناب نگر مسلم کالونی کے در و دیوار جھوم اٹھے۔ محترم میاں صاحب نے لائبریری میں تھوڑی دیر قیام کیا۔ اتنی دیر میں لاہور' شیخوپورہ' فیصل آباد کے قافلے بسوں اور کاروں پر مشتمل پہنچ گئے۔ میاں صاحب نے حاضرین سے مختصر ایمان پرور خطاب فرمایا۔ اخباری نمائندوں سے خطاب کیا۔ وضو اور دیگر تیاری سے کارکن فارغ ہوئے تو مسلم کالونی سے بیسیوں بسوں' ویگنوں اور کاروں پر مشتمل قافلہ روانہ ہوا۔ کالونی کالج اور ریلوے روڈ سے ہوتا ہوا قافلہ جب اسٹیشن پر پہنچا تو سامعین نے ایمان پرور نعروں سے محترم میاں صاحب کا استقبال کیا۔ نعرہ تکبیر تاج و تخت ختم

نبوت زندہ باد حضرت لاہوری جانشین حضرت لاہوری کے فلک شگاف نعروں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس وقت اجتماع کی ایمانی ووجدانی کیفیت قابل دید تھی۔ اس نورانی اجتماع کی کیفیت کا الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ میاں صاحب نعروں کی گونج میں منبر پر تشریف لائے۔ فقیر نے عالمی مجلس کی طرف سے استقبالیہ وخیر مقدمی بیان کیا۔ بعد میں محترم میاں صاحب نے ایمان پرور اور ایمان افروز بیان کیا۔ جامعہ حقانیہ اکوڑاخٹک کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ امامت کے فرائض مہتمم میاں صاحب نے انجام دیئے۔ محمدیہ مسجد کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع۔ العظمت للّٰہ ولرسولہ حد نگاہ تک عوام ہی عوام تھے۔ مسجد کا ہال' برآمدہ' صحن بھر کر اسٹیشن پر بھی صفیں بنانی پڑیں۔ اس موقعہ پر اجتماع کو دیکھ کر نعرہ لگایا کہ مرشد لاہوری کل بھی زندہ تھا اور آج بھی زندہ ہے۔ نماز کے بعد دعا سے قبل میاں صاحب نے قرار دادیں منظور کرائیں۔ نماز سے فراغت کے بعد میاں صاحب نے سلسلہ قادریہ کے مطابق مجلس ذکر کرائی۔ اس ایمان پرور مجلس ذکر پر فرشتے بھی رشک کرتے ہوں گے۔

دعا کے بعد میاں صاحب کی قیادت میں اسٹیشن سے کالونی کے لئے جلوس روانہ ہوا۔ میاں صاحب کی قیادت میں ایکڑوں پر پھیلے ہوئے عظیم الشان جلوس کی شان آن وبان دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ چناب نگر کی تاریخ میں اتنا بڑا جلوس کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اقصیٰ چوک پر مولانا اللہ یار ارشد' مولانا عبدالرشید انصاری' مولانا محمد صابر سرہندی' اور مولانا محمد الیاس چنیوٹی کے بیانات ہوئے۔ میاں صاحب نے ایمان افروز دعا بھی کرائی۔ جلوس پھر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں دوستوں نے جس طرح اپنے ایمانی جذبہ سے نعروں کی گونج میں سفر کو جاری رکھا۔ اس پر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ کالونی میں محترم میاں صاحب نے انجمن خدام الدین کی جانب سے مہمانوں کے خورد ونوش کا اہتمام کیا تھا۔ عصر کی نماز پڑھ کر قافلے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ سب سے آخر میں میاں صاحب مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد تشریف لے گئے۔ میاں محمد اجمل قادری مدظلہ چناب نگر میں یوم تکبیر منانے کے چرچے سالوں زندہ رہیں گے۔ میاں صاحب مختصر وقت کے لئے تشریف لائے۔ مگر انجمن خدام الدین کے اکابر کی روایات کے عین مطابق تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کر گئے۔ میاں محمد اجمل زندہ باد' شیخ التفسیر زندہ باد' امام الہدیٰ زندہ باد' تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد' اسلام پائندہ باد۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ضلع راجن پور‘ مظفر گڑھ‘ ڈیرہ غازیخاں میں ختم نبوت کانفرنسیں

جاگیر گبول میں ختم نبوت کانفرنس

راجن پور کے قریب بستی جاگیر گبول میں پچھلے دنوں قادیانیوں نے چوروں کی طرح چپکے سے یہاں پر اپنا پروگرام منعقد کیا۔ جونہی مسلمانوں کو اس کی اطلاع ملی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راجن پور کے ضلعی امیر مولانا علی محمد صاحب کے پاس آئے۔ آپ نے دفتر مرکزیہ سے رابطہ قائم کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد نے راجن پور‘ ڈیرہ غازیخان کا تفصیلی دورہ کیا۔ چنانچہ فیصلہ کے مطابق یکم جون ۱۹۹۹ء کو جاگیر گبول میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ علاقہ بھر کے دیہاتوں سے لوگ ٹریکٹر‘ ٹرالیوں اور اپنی اپنی سواریوں پر وفد کی شکل میں شریک ہوئے۔ جامع مسجد اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ راجن پور‘ فاضل پور اور گردونواح کے جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔ ظہر کی نماز کے بعد کانفرنس کا دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد نے تفصیلی معرکتہ الاراء خطاب کیا۔ آپ کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا نے عصر کی نماز تک جامع ومانع فاضلانہ خطاب کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے کفر بواح کو آپ نے تفصیل سے بیان کیا۔ لوگوں نے دل کھول کر داد دی۔ قادیانیوں سے بائیکاٹ کا عوام نے اعلان کیا۔ علاقہ کے تمام قادیانی ایک مکان میں جمع ہو کر مولانا کے بیان کو سنتے رہے۔ غرض کانفرنس ہر اعتبار سے کامیاب رہی۔

جامع مسجد خاتم النبیین آفیسر کالونی میں درس

راجن پور کی آفیسر کالونی میں آج سے سالوں پہلے ایک غیر آباد مسجد تھی۔ قادیانی اوباش کفر نے اس میں جمعہ شروع کرادیا۔ مسلمانوں کو پتہ چلا۔ جمع ہوئے قادیانی دم دبا کر بھاگ گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالخالق رحمانی اس میں خطبہ جمعہ ودرس قرآن کے ذریعہ خدمت وتحفظ اسلام

کا فریضہ دیتے رہے۔ گذشتہ دس بارہ سالوں سے اللہ کا فضل ہے کہ کالونی آباد ہوگئی ہے۔ تب سے حضرت قاری محمد صدیق صاحب اس مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ آپ نے اس مسجد میں مدرسہ قائم کر رکھا ہے۔ مکرم قاری صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے متحرک رہنما ہیں۔ قاری صاحب نے عالمی مجلس کے مرکزی راہنماؤں کے اعزاز میں شام کے کھانے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر یکم جون کو مغرب کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے سیرت النبی ﷺ پر مختصر مگر جامع خطاب کیا۔ محکمہ انہار اور تحصیل وضلع کے دیگر افسران نے بطور خاص اس میں شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس راجن پور

مدرسہ عربیہ مسافر خانہ راجن پور میں جناب مولانا فاروق احمد قریشی نے کانفرنس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد کانفرنس کا آغاز ہوا۔ عالمی مجلس کے رہنما مولانا علی محمد صاحب نے صدارت فرمائی۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد نے کانفرنس کی غرض وغایت عالمی مجلس مظفر گڑھ کے مبلغ مولانا امام الدین قریشی نے سیرت النبی ﷺ اور مولانا اللہ وسایا نے رد قادیانیت پر خطاب فرمایا۔ شہر اور دیہات کے عوام کی بہت بڑی تعداد نے کانفرنس میں شرکت کی۔ رات گئے کانفرنس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

جامع مسجد راجپوتاں میں درس قرآن

۲ جون صبح اور ظہر کی نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب نے جامع مسجد راجپوتاں میں درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔

بار روم راجن پور میں خطاب

۲ جون کو ساڑھے بارہ بجے راجن پور بار روم میں مولانا اللہ وسایا کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی ریشہ دوانیوں پر وکلاء سے خطاب کے لئے راجن پور کے معروف قانون دان جناب نصر اللہ قریشی ایڈووکیٹ نے درخواست دے کر منظوری حاصل کی۔ اطلاع نامہ بار روم کے وکلاء میں دستخطوں کے لئے بھیجا گیا۔ قادیانی اور قادیانیت زدہ لابی متحرک ہوگئی۔ لاکھوں جتن کئے 'پاپڑ بیلے' حربے آزمائے' دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں سے کام لیا۔ مگر راجن پور بار روم کے مجاہد مسلم ممبران نے متفقہ طور پر کفر کی اس حرکت کو خاطر میں نہ لاکر اپنے طور پر اس پروگرام کو کامیاب بنانے کا نعرہ لگایا۔ ٹھیک ساڑھے بارہ بجے وکلاء وقانون

دان حضرات و ممبران بار سے بار روم کی رونقیں دوبالا ہو گئیں۔ آن ہی آن میں بار روم بھر گیا۔ صدر بار روم جناب ملک منظور احمد ایڈووکیٹ نے مہمان گرامی مولانا اللہ وسایا کا استقبال کیا۔ تعارفی و خیر مقدمی کلمات کہے۔ جناب نصر اللہ قریشی نے تلاوت کی۔ اور اس کے بعد مولانا اللہ وسایا نے بیان شروع کیا سٹیج پر بار روم اور شہر راجن پور کی دینی قیادت تشریف فرما تھی۔ مولانا اللہ وسایا نے قرآن و سنت و تاریخ کے حوالہ سے عقیدہ ختم نبوت کا تاریخی 'وشرعی اور مطالعاتی تجزیہ کیا۔ مولانا کی تقریر کے دوران بار روم میں ایسا سناٹا تھا جیسے قدرت کی طرف سے سکینہ نازل ہو رہا ہو۔ تمام تر سامعین نے دل کی دھڑکنوں سے مولانا کے بیان کو جانچا۔ ناپا تولا اور پرکھا۔ جوں جوں مولانا کا بیان آگے بڑھتا رہا قادیانیت کے منحوس چہرہ سے کفر کے نقاب ہٹتے گئے۔ اور قادیانیت کا کفر ننگا ہوتا گیا۔ سامعین حیران و ششدر تھے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ بار روم میں مولانا کا مجاہدانہ بیان جاری تھا باہر قادیانیت کا نمائندہ خائب و خاسر اپنی حسرت کے زخم چاٹ رہا تھا۔ گھنٹہ سے زائد وقت مولانا کا بیان ہو چکا۔ صدر بار نے وکلاء کو سوالات کرنے کی دعوت دی۔ مگر مولانا کے بیان نے کوئی ایسا گوشہ نہ چھوڑا تھا جس پر کوئی اشکال ہوتا۔ مہمان اور شرکاء کی ٹھنڈے مشروب سے تواضع کی گئی۔ اور مولانا کی دعا پر یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ راجن پور کے ممتاز قانون دان وکلاء نے جس طرح اس پروگرام کی کامیابی پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کو خراج تحسین پیش کیا وہ قدرت کا انعام ہے۔

سپار کو میں درس قرآن

تیل کی سپلائی کے محکمہ سپار کو نے فاضل پور کے قریب اپنا عظیم الشان اسٹیشن قائم کیا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد یہاں پر مولانا اللہ وسایا نے بیان فرمایا

فاضل پور میں ختم نبوت کانفرنس

۲ جون عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد قباء فاضل پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس تھی۔ مولانا اللہ وسایا کے بعد جمعیت علماء اسلام کے ممتاز رہنما حضرت امیر شریعت کے رفیق کار حضرت مولانا محمد لقمان صاحب کا تاریخی و تفصیلی بیان ہوا۔ رات پونے دو بجے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ گرد و نواح کی آبادی اور شہر کی بہت بڑی تعداد نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس اتنی کامیاب تھی کہ اس کے مدتوں تذکرے رہیں گے۔

ختم نبوت کانفرنس ڈیرہ غازیخان

مدرسہ قاسم العلوم کی جامع مسجد پیارے والی میں ۳ جون عشاء کے بعد ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا صوفی اللہ وسایا اپنی علالت کے باوجود صبح سے کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی کے لئے شہر تشریف لائے۔ شہر میں سپیکر پر منادی کی گئی۔ مولانا محمد حسین کی للکار نے شہر میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ رات کو مسجد اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ناکافی ثابت ہوئی۔ سڑک پر بھی عوام کے ٹھٹھ تھے۔ ختم نبوت کے مجاہد و ممتاز وکیل جناب ملک محمد حسین ایڈووکیٹ کی زیر صدارت کانفرنس شروع ہوئی۔ مولانا امام الدین قریشی' مولانا بشیر احمد' مولانا صوفی اللہ وسایا' مولانا اللہ وسایا کے مجاہدانہ بیانات کے بعد صدر گرامی ملک محمد حسین نے فاضلانہ صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور آخر میں مجاہد اسلام مولانا محمد لقمان علی پوری کا ایمان افروز بیان ہوا۔ اس کانفرنس نے تحریک کے زمانہ کی کانفرنسوں کی یاد تازہ کر دی۔ دو بجے رات کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ عالمی مجلس ڈیرہ کے رہنماؤں مولانا عبدالرحمٰن' حافظ نور محمد' چوہدری خالد' مولانا عبدالمالک' صدر مدرس قاسم العلوم مولانا محمد حسین فاضل پوری' ناظم قاسم العلوم' اور مہتمم قاسم العلوم کی مجاہدانہ و مخلصانہ کاوشوں کو قدرت نے شرف قبولیت سے نوازا اور کانفرنس مثالی طور کامیاب رہی۔

ختم نبوت کانفرنس کوٹ ہیبت

۴ جون کو مدرسہ عربیہ کوٹ ہیبت میں مولانا محمد اسماعیل اور مجاہد ختم نبوت جناب محمد حسین کھلول کی کاوش سے دس بجے صبح کانفرنس شروع ہوئی جو عصر کی نماز تک جاری رہی۔ مولانا امام الدین' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد لقمان علی پوری' کے بیانات ہوئے۔ خطبہ جمعہ مولانا بشیر احمد نے ارشاد فرمایا۔ دور دراز سے وفود و قافلوں نے شرکت کی۔ جملہ مہمانان و شرکاء کے لئے بھرپور دعوت شیراز کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ختم نبوت کانفرنس وسندے والی

۵ جون ظہر کے بعد وسندے والی کے قریب دیہات میں ایک قادیانی شرارت کے انسداد کے لئے کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ وسندے والی جامع مسجد کے قاری محمد صادق دینی درس گاہ خان گڑھ کے مہتمم مولانا رشید احمد بلال' جامعہ عثمانیہ خان گڑھ کے مہتمم مولانا احمد یار خان' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے

مولانا امام الدین قریشی‘ مولانا بشیر احمد‘ مولانا اللہ وسایا‘ اور جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد لقمان علی پوری نے خطاب کیا۔ عصر تک کانفرنس جاری رہی۔

ختم نبوت کانفرنس خان گڑھ

۵ جون عشا کے بعد خان گڑھ کے معروف دینی ادارہ جامعہ عثمانیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مثالی اجتماع تھا۔ مجاہدانہ وفاضلانہ ایمان پرور جہاد آفرین حقائق افروز بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس یاکے والی

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس کے مہتمم پروفیسر مولانا محمد مکی صاحب نے عیدگاہ یاکے والی میں ۶ جون بعد از ظہر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ وفد میں شریک چاروں متذکرہ خطباء کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحٰق ساقی نے بھی خطاب فرمایا۔ جامعہ امدادیہ حبیب المدارس میں چار صد سے زائد طلباء دین کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ نو کتابی اور چھ قرآنی مدرس ہیں۔ جامعہ کے سہ ماہی نتائج کا اعلان بھی کانفرنس میں کیا گیا۔ اور جامعہ کے ممتاز نمبرات لے کر کامیاب ہونے والے طلباء کرام نے مولانا محمد لقمان علی پوری اور مولانا اللہ وسایا کے دست مبارک سے انعامات حاصل کئے۔ مدرسہ و منتظمین ومدرسین اور تحصیل علی پور کی پوری دینی قیادت سٹیج پر جمع تھی۔ حد نگاہ تک عید گاہ سامعین سے بھری ہوئی تھی۔

ختم نبوت کانفرنس کچاپکاو شہر سلطان

۷ جون بعد ظہر کچاپکا اور بعد از عشاء شہر سلطان جامع مسجد لوہاراں والی میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

ختم نبوت کانفرنس اوچ شریف

۸ جون صبح دس بجے سے عصر کی نماز تک شکرانی اوچ شریف میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری‘ مولانا بشیر احمد‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا امام الدین قریشی‘ مولانا محمد اسحٰق ساقی‘ مولانا رشید احمد عباسی‘ مولانا قاری محمد صادق اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا۔

قرار دادیں

ان تمام پروگراموں میں حکومتی قادیانیت نوازی کی شدید مذمت کی گئی۔ کذاب یوسف کی رہائی پر حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان اسلام اور ختم نبوت دشمنوں پر پابندی عائد کرے۔ اور ختم نبوت دشمنی کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی کرے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی مرتد کے یادگاری ٹکٹ منسوخ کرے۔ مجیب الرحمٰن قادیانی کو احتساب سیل کی وکالت سے باز رکھا جائے۔ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر قانون سازی کی جائے۔

دفتر ختم نبوت کوئٹہ میں مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کے اعزاز میں عصرانہ

کوئٹہ (نمائندہ) پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے کہا ہے کہ جب تک ملک میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ عمل میں نہیں آجاتا فتنے جنم لیتے رہیں گے۔ اس لئے تمام جماعتوں کو چاہئے کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے دفتر میں مجلس کی طرف سے دیے گئے عصرانہ کے موقع پر علماء کرام اور کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا محمد منیر الدین نے کی۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو مکمل سفارشات حکومت کو پیش کی ہیں ان میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے حوالہ سے جامع تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ اس لئے حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قانونی شکل دی جائے۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے تحریک ختم نبوت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ مجلس ملک کے اندر اور باہر ہر سطح پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے عالمی سطح پر اپنے جھوٹے مذہب کے فروغ کے لئے جو ذرائع اور طریق کار اختیار کر رکھا ہے اس کے تعاقب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں اور کارکنوں کی جدوجہد قابل تعریف ہے۔ اس کے علاوہ منکرین ختم نبوت کے دیگر گروہوں کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی نائب امیر مولانا اکرام الحق خیری نے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ انکار ختم نبوت کا

فتنہ فرنگی استعمار نے ملت اسلامیہ میں فکری انتشار پیدا کرنے کے لئے کھڑا کیا تھا۔ مگر ہمارے اکابر نے اس فتنے کا مقابلہ کر کے انگریز کی سازش کو ناکام بنادیا۔ استقبالیہ تقریب میں مولانا انوار الحق حقانی' مولانا محمد حسن کاکڑ' مولانا قاری اللہ داد' مولانا یحیٰی داو خوستی' ڈاکٹر حافظ احمد خان' مولانا رشید احمد درخواستی' شیخ القرآن مولانا عبدالمجید' مولانا عبدالصمد' مولانا عبدالعزیز جتوئی' مولانا حافظ خیر محمد' حافظ محمد نور' قاری عبدالرحیم رحیمی' فیاض حسن سجاد' حافظ خادم حسین گجر اور دیگر علماء کرام اور کارکنوں نے شرکت کی۔

مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا محمد طیب کا دورہ گجرات و منڈی بہاؤالدین

گوجرانوالہ (نمائندہ) ضلع گجرات کی تحصیل کھاریاں عام طور پر فوجی چھاؤنی کی وجہ سے مشہور ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک خصوصیت بد بھی اس کی شہرت کی وجہ ہے۔ وہ ہے "فتنہ قادیانیت کا جن" جو یہاں پھر گیا ہے اور لوگوں کو کھلم کھلا مرعوب کر رہا ہے۔ کھاریاں میں قادیانیت کو نکیل ڈالنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا لائحہ عمل تیار کیا۔ مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا طیب فاروقی نے گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے علاوہ کھاریاں' کوٹ نواب شاہ' چک سکندر' ملک پلھوڑی' گوٹریالہ' دھیر کے کلاں' لالہ موسیٰ' اور پنجن کسانہ کا خصوصی دورہ کیا۔ گوٹریالہ میں صورت حال عجیب و غریب تھی۔ یہاں چار قادیانی گھرانوں نے مسلمانوں کو یرغمال بنا رکھا تھا۔ مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا محمد طیب فاروقی نے وہاں جمعہ کا پروگرام رکھا۔ مولانا فاروقی خطبہ دے رہے تھے کہ مرزائی مسجد میں گھس گئے اور تقریر بند کرنے کے لئے چیخنے لگے۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے کہا کہ مرزائیو یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ تمہارا ایسا حشر کریں گے کہ تمہاری آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی۔ اس کے بعد مولانا فقیر اللہ اختر نے اگلے جمعہ کے پروگرام کا بھی اعلان کیا اور کہا کہ ہم آئندہ جمعہ بھی اسی مسجد میں پڑھائیں گے۔ اور ارد گرد کے علاقہ کے لوگوں کو اس میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ جمعہ کے روز ملکہ' پنج وڑیاں' ڈوگہ اور چک سکندر کے معززین ملک افضل' ملک فدا حسین' ملک ضیاء حسین' ملک عبداللہ' ملک خالد' اللہ دتہ' عظمت' ملک محمد آصف' ظفر' نصیر' سجاد' حفیظ معاویہ' ہارون اصغر' حافظ سجاد' اور چوہدری قمر الزماں نے بھی جمعہ میں شرکت کی۔

علاوہ ازیں محمد رفیق' محمد فیاض' محمد ارشد' ہارون اصغر' حفیظ معاویہ' چوہدری قمر الزماں اور حافظ سجاد نے مولانا فقیر اللہ اختر کی قیادت میں اسسٹنٹ کمشنر کھاریاں سے ملاقات کی۔ انہوں نے اسسٹنٹ کمشنر کو گوٹریالہ کی صورتحال سے آگاہ کیا اسسٹنٹ کمشنر نے قانونی کارروائی کا یقین دلایا۔ وفد نے اسسٹنٹ کمشنر کے تعاون کو بے حد سراہا۔

آزاد کشمیر میں مرزائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

آزاد کشمیر (نمائندہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا مفتی خالد میر نے آزاد کشمیر کا تبلیغی دورہ کیا۔ ابتدائی مرحلے میں ضلع میر پور، ضلع کوٹلی اور تحصیل ستہ پانی کا دورہ کیا۔ جہاں قادیانی سرگرمیاں ایک عرصہ سے جاری ہیں۔ اس دورہ میں مبلغین نے زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں' علماء کرام' سے ملاقاتیں کیں۔ لٹریچر تقسیم کیا اور میر پور میں جمعہ کے اجتماعات سے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا۔

جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا مفتی خالد میر نے علماء پر زور دیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کا پرچار کریں تاکہ سادہ لوح اور معصوم عوام کے ایمان کا تحفظ ہو اور مرزائیوں کے باطل عقائد سے عوام باخبر ہوں۔ مولانا قاضی احسان احمد نے جامعہ عربیہ تلی ٹو میں اپنے خطاب میں واضح کیا کہ آزاد کشمیر میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس عملاً نافذ نہ ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ لہٰذا آزاد کشمیر میں بلا تاخیر امتناعِ قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا جائے۔ مبلغین نے ضلع میر پور کوٹلی کے جن علماء سے تفصیلی ملاقاتیں کیں ان میں جامعہ عربیہ تلی ٹو کے مہتمم مولانا مفتی محمد یونس' ناظم مدرسہ مولانا قاری محمد رفیق' مبلغین نے طلباء کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سمجھنے اور اس کے لئے کام کرنے پر زور دیا۔ ان کے علاوہ مدرسہ علم الدین کے مہتمم مولانا مہر دین' مکی مسجد کے خطیب قاری گلزار احمد' جامعہ عائشہ کے مہتمم مولانا عبدالغفور کے علاوہ مفتی محمد ادریس خان' مولانا محمد مبشر خطیب مسجد خلفائے راشدین' مولانا صوفی محمد اقبال خطیب جامع مسجد پولیس لائن سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ علمائے کرام نے آزاد کشمیر میں مجلس کا دفتر قائم کرنے اور لٹریچر فراہم کرنے پر زور دیا۔ مفتی محمد ادریس خان نے میر پور میں دفتر قائم کرنے اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

کوٹلی میں غوثیہ مسجد کے خطیب قاری امتیاز حسین' حافظ محمد رشید' البلال کالج کوٹلی کے خطیب قاری فضل حسین' ستہ پانی میں قاری عبدالباسط' ماسٹر محمد آصف اور مولانا افتخار ملک سے تفصیلی ملاقاتیں کیں اور لٹریچر فراہم کیا۔ علماء نے کہا کہ آزاد کشمیر میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس عملاً نافذ نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی مرزائیت کی تبلیغ میں سرگرم عمل ہیں۔ اور سرکاری ملازمتوں میں ان کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ جو اپنے اپنے مقام پر اپنے فاسد عقائد کے پرچار میں مصروف ہیں۔ میر پور کے ایک گاؤں مہری میں

قادیانیوں نے اپنے آپ کو چھپا کر مسلمانوں میں رشتہ داریاں کی ہوئی ہیں۔ اسی طرح ایک صنعتی قصبے میں ایک مسلمان کے علاوہ باقی تمام لیبر مرزائی ہے۔ ضلع میرپور میں صرف بجلی کے شعبہ میں چالیس سے زائد ملازمین مرزائی سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ ایک گرلز ہائی سکول میں تین مسلمان استانیوں کے سوا باقی دس مرزائی استانیاں ہیں۔ البلال کالج کوٹلی کے خطیب قاری فضل حسین صاحب نے کہا کہ تعلیم ابتداء ہے اور جہاد انتہا ہے۔ قادیانیوں کو محکمہ تعلیم اور فوج سے برطرف کیا جائے کیونکہ مرزائی جہاد کے منکر ہیں اور تعلیم کے شعبے میں یہ اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں اور مسلمان بچوں کے عقائد خراب کرتے ہیں۔

ضلع کوٹلی میں ڈسٹرکٹ ہسپتال میں چار سینئر ڈاکٹر ہیں۔ ان میں شاہ محمد سرجن ڈاکٹر بہت سرگرم ہے اور اپنے اخلاق کو ڈھال کے طور پر استعمال کر کے قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ تتہ پانی کے شمال مشرق میں عین بارڈر پر گوئی نامی ایک قصبہ ہے۔ جہاں تمام قادیانی ہیں۔ اور یہ گوئی نامی گاؤں آزاد کشمیر میں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں ڈش کے علاوہ ان کے تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔ یہاں قادیانی سرگرمیاں کھلے عام ہیں۔ مساجد میں سپیکر پر اذان دی جاتی ہے۔ تبلیغ کی جاتی ہے اور لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے ان علاقوں کے علماء کو لٹریچر فراہم کیا۔ مبلغین نے کہا کہ آزادی کے اس بیس کیمپ میں اگر قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکا نہ گیا تو مستقبل قریب میں ان کی سرگرمیاں تحریک آزادی کشمیر کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں گی۔ مقامی حکومت کو آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لینا چاہیئے اور آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس فی الفور نافذ کرنا چاہیئے اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دینی چاہیئے۔ اس کے علاوہ عباس پور میں مبلغین نے مولانا اشفاق احمد اور مولانا مفتی محمد حسین چشتی امیر جمعیت علماء جموں و کشمیر سے بھی ملاقات کی اور آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

بچوں کا صفحہ
اشتیاق احمد

مرزائیوں کے بڑوں کے لئے

جواب دعویٰ

مرزا نے اپنی کتاب "خطبہ الہامیہ" کے صفحہ ۲۳ پر ایک عجیب بات لکھی ہے.... الفاظ یہ ہیں:
"مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے"۔
یہ صفت خالص اللہ تعالیٰ کی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔
"کہہ دیجئے.... اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے' پھر تمہیں مارتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت میں زندہ کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے"۔ (سورہ جاثیہ آیت نمبر۲۶)
معلوم ہوا' یہ صفت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے.... فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت بیان فرمائی تھی.... اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی جگہ قرآن کریم میں اپنی یہ صفت بیان کی ہے.... اور مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجھے خدا نے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت عطا فرمائی ہے۔
دیکھنا یہ ہے کہ مرزا نے کتنے انسانوں کو مارا اور کتنوں کو زندہ کیا.... اس کی زندگی میں ایسے کئی مواقع آئے.... جب اسے کسی انسان کو مار ڈالنے کی شدید ضرورت تھی.... تو کیا وہ انہیں مار سکا.... اور اس کی زندگی میں کم از کم ایک موقع ایسا ضرور آیا جب اسے کسی کو زندہ کرنے کی ضرورت تھی.... تو کیا اس نے ایسا کیا.... جواب دونوں کا نفی میں ہے.... لیجئے تفصیل سنئے اور سر دھنئے۔
مرزا نے محمدی بیگم کے سلسلے میں اعلان کیا تھا کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح اس سے نہ کیا گیا تو اس لڑکی کا انجام بہت برا ہوگا' جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی' وہ نکاح کے روز سے اڑھائی سال اور ایسا ہی اس لڑکی کا والد تین سال میں فوت ہو جائے گا۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۸)
اب دیکھئے' ان اڑھائی سال کے اندر محمدی بیگم کے خاوند کی موت کا اعلان مرزا کر رہا ہے.... لیکن یہ شخص یعنی سلطان احمد اڑھائی سال کی مدت میں فوت نہیں ہوا.... اب اگر مرزا کو اللہ تعالیٰ نے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت عطا کی تھی تو سلطان احمد کو لازماً" اڑھائی سال کی مدت میں مرجانا چاہیے تھا.... لیکن دنیا جانتی ہے اور مرزائی بھی جانتے ہیں کہ وہ نہیں مرا۔
اسی طرح مرزا نے عبداللہ آتھم پادری (عیسائی) سے مناظرہ کیا' جب مرزا اس پر فتح نہ پاسکا تو اعلان کیا' ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ۱۵ ماہ کے اندر مرجائے گا.... لیکن وہ مقررہ دن تک نہ مرا.... اب اگر مرزا کو اللہ تعالیٰ نے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت عطا کی تھی تو مرزا کے لئے آتھم کو مار ڈالنا کیا مشکل تھا.... ہیں جی!!
اب دیکھئے کہ مرزا نے آتھم کو مار ڈالنے کے لئے کیا کیا جتن کئے.... مرزائی کتاب سیرۃ المہدی

حصہ اول صفحہ ۱۵۹ پر لکھا ہے:

''جب آتھم کی **میعاد** میں ایک دن رہ گیا تو حضرت نے (یعنی مرزا نے) چنوں پر وظیفہ پڑھوایا' وہ چنے کسی غیر آباد کنوئیں میں **پھنکوائے**' چنے پھینک کر آنے والوں کو ہدایت تھی کہ وہ منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہ دیکھیں''۔

یعنی یہ وظیفہ وغیرہ آتھم کی موت کے لئے پڑھوایا گیا.... مزید ملاحظہ فرمائیں:

سیرۃ مسیح موعود صفحہ ۷ پر لکھا ہے

''آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آگیا اور مرزا کو ماننے والوں کے چہرے پژمردہ ہیں' دل سخت پریشان ہیں.... بعض لوگ ناواقفی کی بنا پر مخالفین پر اس کی موت کی شرطیں لگا چکے ہیں یعنی انہیں سو فیصد یقین ہے کہ آتھم مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق ضرور مرے گا.... ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ہیں.... لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خدا ہمیں رسوا مت کر' غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں''۔

اور ملاحظہ فرمائیں

رحیم بخش قادیانی کا مضمون جو الحکم اخبار قادیان میں شائع ہوا:

''۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن آتھم والی پیش گوئی پورا ہونے کا انتظار تھا' میں قادیان میں تھا اور مجھے یقین تھا کہ آج سورج غروب ہونے سے پہلے آتھم مر جائے گا مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈوبنے لگے''۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا.... مرزا نے کیا کوشش کی اور مرزائیوں نے آتھم کے مرنے کا انتظار کس بے قراری سے کیا' لیکن آتھم نہ مرا۔

اگر مرزا کو اللہ تعالیٰ نے بقول اس کے' اسے زندہ کرنے اور مارنے کی صفت عطا کی تھی تو وہ بہت آسانی سے آتھم کو مار سکتا تھا.... لیکن ایسا نہیں ہوا.... ثابت ہوا.... یہ صفت تو ہے ہی صرف اللہ تعالیٰ کی.... اس نے تو یہ صفت اپنے سچے نبیوں اور رسولوں کو نہیں عطا کی.... تو ایک جھوٹے کو بھلا کس طرح دے سکتا تھا۔

اور ملاحظہ فرمائیں:

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جب مرزا کو جھوٹا کہنا شروع کیا تو مرزا نے تنگ آکر اعلان کر دیا کہ اگر میں سچا ہوں تو تم میری زندگی میں مرجاؤ گے.... اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میں تمہاری زندگی میں مرجاؤں گا.... مطلب یہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے گا.... اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کی کہ ایسا ضرور ہو.... تاکہ لوگ جان لیں.... مرزا سچا ہے یا جھوٹا۔

دعا کے الفاظ یوں ہیں:

"یا اللہ اگر میرا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے اور دن رات جھوٹ بولنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں دعا کرتا ہوں' مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر آمین.... اور اگر ثناء اللہ ان تہمتوں کے لگانے میں جو وہ مجھ پر لگاتے ہیں.... حق پر نہیں ہے تو میری زندگی میں اسے نابود کر دے.... یعنی مار ڈال.... اور میں تیری جناب میں التجا کرتا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو جھوٹا ہے' اسے سچے کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے"۔

مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا مرگیا جب کہ مولوی ثناء اللہ اس کے بعد کافی مدت (۴۰ سال) زندہ رہا.... اگر مرزا میں کوئی ایسی صفت ہوتی تو وہ فوراً" مولوی ثناء اللہ کو مار ڈالتا.... لیکن جھوٹ کے پیر کہاں۔

آخر میں ہم ایک آخری مزے کی بات کر لیں.... ہو سکتا ہے.... کسی مرزائی کے دل میں اتر جائے یہ بات۔

مرزا نے ایک پیش گوئی اپنی عمر کے بارے میں کی تھی.... یہ کہ میری عمر ۸۰ برس' اس سے دو چار برس کم یا زیادہ ہو گی.... مرزا نے اپنی کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ ۱۸۴۰ء یا ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا.... مرزا ۱۹۰۸ء میں مرا.... اس طرح اس کی عمر کل ۶۸ سال بنی۔

اب یہ جو اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کرنے اور مارنے کی صفت عطا کی ہے.... تو اس دعوے کی رو سے وہ کم از کم اپنی عمر ہی ۸۰ سال تک لے جاتا.... اپنی پیش گوئی کے مطابق تو اس دنیا میں زندہ رہ لیتا.... لیکن وہ عاجز' بے چارہ تو اتنا بھی نہیں کر سکا.... دوسروں کو تو کیا زندہ کرتا اور مارتا.... اللہ تعالیٰ مرزائیوں کو ہدایت عطا فرما دے کہ وہ کس گمراہی کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔

خریداران لولاک سے گذارش!

ضروری اعلان

جن خریداران کی سالانہ خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ان کو زر سالانہ بھجوانے کے لئے دفتر لولاک سے خط بھیجا گیا۔اب اس اعلان کے ذریعہ ان سے دوبارہ درخواست ہے کہ اس دینی پرچہ اور نظریہ عقیدہ ختم نبوت کے محافظ رسالہ سے تعاون فرماتے ہوئے زر سالانہ فوراً بھجوا دیں۔ شکریہ!

باندھ کر ختم نبوت کی وہ دستار آئے

رخ پرنور پہ کچھ اور بھی انوار آئے
لے کے قرآں جو حرا سے مری سرکار آئے

سارے نبیوں میں نہ کیوں دھج ہو نرالی ان کی
باندھ کر ختم نبوت کی وہ دستار آئے

اہل دنیا کبھی دیکھا کوئی ان جیسا طبیب
سب شفا یاب ہوئے جتنے بھی بیمار آئے

گفتگو میٹھی حیا آنکھوں میں روشن چہرہ
جو بھی اک بار ملے تجھ سے وہ دل ہار آئے

جادہ حق میں قدم ان کے کہیں رک نہ سکے
کوہ درپیش ہوں یا وادی پہ خار آئے

شب ہجرت میں عدو رہ گئے آنکھیں ملتے
یار کو لیکے وہ جب ساتھ سوئے غار آئے

لے ہی آیا وہ سفینے کو کنارے پہ بخیر
غرق کرنے کو اگرچہ کئی منجدھار آئے

جب ملی تجھ سے نظر رکھ دیا سر قدموں پر
تیرا سر لینے کو جو لے کے تھے تلوار آئے

حشر میں نکلے وہ جب لیکے شفاعت کا علم
سب پکار اٹھیں گے، مخلوق کے غم خوار آئے

میں تو کہتا ہوں ابوبکرؓ کی معراج تھی وہ
دوش پر لے کے انہیں جب وہ سر غار آئے

اے علیؓ سویا تو بستر پہ نبی ﷺ کے جس رات
چومنے تیرے قدم طالع بیدار آئے

اے امیں ان کا کرم ہے کہ دل ان کا ہی رہا
ورنہ دل لینے کو کتنے ہی خریدار آئے

سیدامین گیلانی

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانویؒ کے جملہ خطبات، ملفوظات و تالیفات سے منتخب شدہ سینکڑوں الہامی تفسیری نکات کا حسین مجموعہ

سید سلیمان ندوی، علامہ عثمانی و علامہ یوسف بنوری رحمہم اللہ جیسے اکابرین کی دیرینہ خواہش کی تکمیل

اشرف التفاسیر

مع

سبق الغایات فی نسق الآیات

خصوصیات

☆ ابتداء میں مرتب تفسیر شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا پرمغز علمی مقدمہ
☆ سورتوں اور آیات قرآنیہ کی ترتیب کے مطابق دستیاب شدہ تفسیری نکات مع آیات
☆ عجیب و غریب مسائل کا استنباط
☆ قرآن کریم کے نظم و اسلوب کی بےمثال توجیہات
☆ فوائد و قیود کی دلنشین تشریح
الغرض حضرت مجدد الملت کے تدبر قرآن کا شاہکار شریعت و طریقت کے رموز و اسرار کی حامل منجانب اللہ الہامی نکات و جواہر سے مزین ایک عظیم مستند تفسیر جو کہ باذوق قارئین کیلئے بیش قیمت علمی ذخیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ صراط مستقیم کے لئے مشعل راہ بھی ہے

قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت نکات دقیقہ و لطائف عجیبہ سے مزین شریعت و طریقت کے مسائل آیات سے عجیب استدلال اور قرآنی آیات متعارضہ میں رفع تعارض کے علاوہ لاینحل اشکالات کا مسکت جواب۔ اور اس جیسی بے شمار دیگر علمی معلومات پر مشتمل ایک عظیم تفسیر

مقدمہ و ترتیب

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ ابتداء میں علامہ سید سلیمان ندویؒ کا حکیم الامتؒ کی خدمات پر ایک علمی مقالہ بعدہ محقق العصر حضرۃ مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کا تفسیر آیات میں ربط اور ترجمہ و تفسیر میں غایت درجہ احتیاط کے بارہ میں ایک اہم علمی مضمون
الحمدللہ عرصہ دراز کی محنت کے بعد پایۂ تکمیل تک پہنچنے والی مبارک تفسیر

اعلیٰ کاغذ، مکمل کمپیوٹر کتابت | خوبصورت ۴ جلدوں میں | قیمت مکمل سیٹ =/۱۲۰۰ روپے

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
فون: 540513-41501

Manthly Laulak Multan Regd.No.M-108

چودھویں

سالانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

ختمِ نبوت کانفرنس

برمنگھم

بمقام جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح 9 بجے تا شام 7 بجے

مورخہ ۸ر اگست
۱۹۹۹ء بروز اتوار

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ☆ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ☆ مسئلہ جہاد ☆ قادیانیت کے عقائد وعزائم ☆ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ☆ کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن۔ ایس ڈبلیو 9,9 ایچ زیڈ یو کے

فون: 071 - 737 - 8199